وحدت الوجود کا عقیدہ اور اس کا ردّ

ایک سوال ہے اور سوال کافی لمبا ہے اور حقیقت میں یہ غلط فہمی ہے جیسا کہ ان شاءاللہ میں ازالہ کروں گا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے۔

سوال: سوال یہ ہے کہ قرآن مجید واحادیث الصحاح میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذاتِ بابرکت مکان کی قید سے پاک ہے جیسا کہ زمانے کی قید سے پاک ہے یہ بات کہاں تک درست ہے؟

سائل کا یہ سوال ہے اگرچہ یہ پورا آرٹیکل (Article) جو ہے اس میں یہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں جیسا کہ آپ لوگوں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ جیسے کہ زمانے کی قید سے پاک ہے ویسے مکان یعنی جگہ کی قید سے بھی پاک ہے، اور پھر آیات اور بعض احادیث بیان کی ہیں۔

اس کا جواب میں تین حصوں میں دوں گا:

1- پہلا حصہ ہے اجمالی جواب، اور اجمالی جواب میں میں یہ بیان کروں گا کہ اس جملے میں جو بھی میں نے پڑھا ہے اور جو دلائل بیان کیے گئے ہیں ان میں بہت ساری ناانصافیاں کی گئی ہیں، تو اجمالی جواب میں میں اِن ناانصافیوں کو بیان کروں گا۔

2- دوسرا جواب تفصیلی جواب ہے، مختصر جتنے بھی پوائنٹس ہیں اُن کا پھر میں جواب دوں گا ان شاءاللہ۔

3- اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے "کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالیٰ" یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا اور یہی حق ہے، اور اس کے ساتھ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ عقیدہ باطل ہے یہ کفریہ عقیدہ ہے یہ عقیدہ منافی ہے:

(۱) قرآن کا۔ (۲) سنت کا۔ (۳) اجماع کا۔ (۴) سلف کے اقوال کا۔

(۵) فطرت کا۔ (۶) عقل سلیم کا۔ (۷) عربی لغت کا۔ (۸) اور حقیقت کا جو ہم محسوس کرتے ہیں۔

ان آٹھ چیزوں کے یہ بات مخالف جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں ہے بلکہ ہر جگہ موجود ہے۔

یہ بات کہاں سے آئی کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟ کیونکہ اس غلط فہمی سے یہ بات لازم آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں ہے تو پھر فرش پر بھی ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے اور دیکھیں کس طریقے سے اصل بات یہی ہے (جن کی یہ غلط فہمی کہ اللہ تعالیٰ زمانے کی قید سے جیسے پاک ہے ویسے مکان کی قید سے بھی پاک ہے) کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لیکن ایک نئے انداز سے اسے بیان کیا گیا ہے۔ اور یاد رکھیں یہ غلط فہمی کسی صوفی کی ہے جیسا کہ میں ثابت کروں گا ان شاءاللہ اور صوفیوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور عجب بات ہے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ہر جگہ موجود

نہیں ہے ! اور میں ان شاءاللہ تقریباً دس سے زیادہ اجماع کوٹ (Quote) کروں گا بیان کروں گا کہ کس عالم نے کہاں پر اجماع بیان کیا ہے۔

توسب سے پہلا اجمالی جواب: "ناانصافی":

1- ناانصافی نمبر ایک: دو الگ باتوں کو ایک ساتھ جوڑ دیا ایک میں جواب واضح ہے یعنی زمانے کی قید واضح جواب ہے زمانے کی قید نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی۔

اور دوسرے میں جواب تفصیل سے ضروری ہے کہ مکان کی قید نہیں ہے ،اس کے لیے جواب کی تفصیل ضروری ہے اور جو تفصیل انہوں نے بیان کی ہے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کس طریقے سے ناانصافی کی ہے۔

توسب سے پہلے ناانصافی جو الگ مسئلے ہیں کہ زمانے کی قید سے پاک ہے یہ مسلمات میں سے ہے بات ختم ہو گئی ہے جیسا کہ انہوں نے خود بیان کیا ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾ (الحدید:3)؛ یہ دلیل ہے اُن کی (سب سے پہلی دلیل یہی ہے اُن کی)، لیکن جو دوسرا مسئلہ ہے جس کو اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے "کہ مکان کی قید سے بھی پاک ہے" اس مسئلے کی اہل سنت والجماعت کے نزدیک تفصیل ضروری ہے اجمال سے جواب نہیں دیا جاتا" کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے،اس سے جگہ لازم آتی ہے،اس سے سمت لازم آتی ہے نہیں آتی ہے"؛تواس کے لیے تفصیل بہت ضروری ہے۔

2- دوسری ناانصافی: سورۃ الحدید آیت نمبر 3 کو آدھا بیان کیا گیا ہے کیونکہ اس جملے کے بعد قرآن مجید واحادیث الصّحاح میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے "کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات بابرکت مکان کی قید سے پاک ہے جیسا کہ زمانے کی قید سے پاک ہے"؛ یہ جملہ ہے پھر اس کے پھر فوراً بعد آیات قرآنی یعنی دلائل دیکھیں:

پہلی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمانے کی قید سے پاک ہے جیسا کہ سورۃ الحدید آیت نمبر 3 میں ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾: وہ اوّل ہے بلا ابتداء یعنی وہی سب سے پہلے ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں (یہ خود وضاحت کر رہے ہیں) وہ آخر ہے بلا انتہا یعنی وہی سب سے آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں،اسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ اَزلی واَبدی ہے (وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا)۔

(اصل میں یہ جو لکھا ہوا ہے یہ اردو میں نہیں لکھا ہوا یہ ٹرانسلٹریشن (Transliteration) ہے اس لیے مجھے پڑھنے میں تھوڑی سی دقت ہو رہی ہے رومن اردو میں لکھا ہوا ہے، یہ پورا جو ہے رومن اردو ہے ہمارے ساتھی نے جنہوں نے دیا ہے مجھے اللہ ان کو جزائے خیر دے مجھے تھوڑا سا مشکل ہو جاتا ہے ٹرانسلٹریشن (Transliteration) پڑھنا،اردو تو آسان ہے انگلش بھی آسان ہے لیکن ٹرانسلٹریشن (Transliteration) تھوڑا سا پڑھنے میں مشکل ہے)۔

بہر حال؛ تو دوسری ناانصافی جو کی گئی ہے یہاں پر کہ اس آیت کو ادھورا بیان کیا ہے ﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ﴾ آگے کیوں نہیں بیان کیا؟! صرف اُسی حصے کو جو اُن کے مطلب کا تھا اُس کو بیان کیا اور جس میں اصل جواب موجود ہے اور نزاع جو ہمارے اختلاف کا اصل مادّہ ہے وہ نہیں بیان کیا۔

پوری آیت کیا ہے؟ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳﴾ (الحدید:3)۔

اور ﴿الظَّاهِرُ﴾ سے مراد جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''الظَّاهِرُ''یعنی ''فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ'': فوق کا لفظ آیا کہ نہیں آیا؟ اور فوق ظرف مکان ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اسی لفظ میں جواب موجود تھا تو ناانصافی دیکھیں اس کو بیان نہیں کیا! اور عجب بات دیکھیں جیسے آگے بیان کروں گا کہ کتنی آیات ہیں جن میں ''فَوْقَكَ'' کا لفظ موجود ہے اس کو بیان ہی نہیں کیا دلیل کے طور پر!

3- تیسری ناانصافی: اس سورۃ کی تفسیر میں حدیث کو آدھا بیان کیا اور واضح جواب اس حدیث میں موجود ہے الظَّاهِرُ کے لفظ میں:

''الظَّاهِرُ''یعنی ''فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ'': وہ بیان نہیں کیا ہے۔ تو یہ تیسری ناانصافی ہے کیونکہ الْاَوّل کا جو معنی بیان کیا ہے:

''فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ'': یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے حدیث ہے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے لیکن مکمل حدیث کو بھی بیان نہیں کیا، آیت کو بھی ادھورا بیان کیا اور آیت کی تشریح جو حدیث کر رہی ہے جو صحیح تفسیر ہے آیت کی حدیث میں اس کو بھی آدھا بیان کیا، جو اپنے مطلب کا تھا وہی لیا ہے!

4۔ چوتھی ناانصافی: جیسے میں نے کہا ہے کہ فوقیت کے لفظ کی آیات اور احادیث کو بیان نہیں کیا جن میں واضح لفظ موجود ہے۔

5- پانچویں ناانصافی: سلف کے اقوال میں سے ایک بھی بھی قول بیان نہیں کیا، اس پورے ارٹیکل (Article) میں ایک بھی قول نہیں ہے سلف کے اقوال میں سے۔ اور سلف صالحین نے یعنی صحابہ کرام اور اُن کے جانشین، اور پھر اُن کے جانشین تابعین اور اتباع تابعین بہترین تین زمانے کے لوگوں نے واضح طور پر اس مسئلے کو بیان کیا ہے لیکن اِنہوں نے ایک بھی قول سلف میں سے بیان نہیں کیا جنہوں نے قرآن اور حدیث کو سب سے بہتر سمجھا ہے، میرا ایمان ہے کہ صحابہ اور سلف سے بہتر سمجھنے والا قرآن اور حدیث کو کوئی نہیں ہے اُمت میں۔

6- چھٹی ناانصافی: جن نصوص کو بطور دلیل بیان کیا اُن کی تفسیر اور تشریح اہل سنت والجماعت کے طریقے کو چھوڑ کر اہل الکلام اور اہل البدعت کے طریقے کو اپنایا گیا ہے (جیسے میں آگے بیان کروں گا) یعنی تاویل سے کام لیا گیا ہے۔

اور اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے نصوص الأسماء والصفات کے تعلق سے:'' أَمِرُّوها كما جاءت'': کہ ظاہراًان نصوص کو بیان کیا جاتا ہے اور ظاہر معنی لیا جاتا ہے تاویل نہیں کی جاتی، اوراس پر اجماع ہے سلف کا جیسے میں ان شاءاللہ بیان کروں گا۔

7-ساتویں ناانصافی: نصوص کو اپنی مرضی سے باطل تاویل سے بیان کیا ہے۔

جب سلف کے اقوال کو چھوڑا ہے تو پھر ظاہر ہے کسی چیز کی بنیاد پر ہی تشریح تو کرنی تھی جب سلف کے اقوال نہیں تو پھر کیا بچتا ہے باقی ؟! پھر خواہش نفس ہی بچتی ہے، پھر اپنی خواہش نفس آپ کو حق کی طرف جانے دے گی کبھی ؟!

تو اس لیے تاویل کرنی پڑی جیسا کہ اہل بدعت اور اہل کلام اور اہل فلسفہ کا منہج ہے اور اس تاویل کی وجہ سے ان نصوص کی تحریف بھی کی گئی ہے۔

8-آٹھویں ناانصافی: جہل مرکب سے کام لیا گیا ہے۔

ایک جہالت ہے ایک جہل مرکب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے "كما يليق بجلاله سبحانه وتعالىٰ"؛اس پر اجماع ہے سلف کا اگر اس اجماع کو توڑ کر ایک نئی بات بیان کرنا اس کو حق سمجھ کر ایک نئے انداز سے اس مسئلے کو بیان کرنا یعنی جہل مرکب کی انتہا ہے!

9-نویں ناانصافی: جماعت اہل حدیث سلفی جماعت، جیسے ہمیں وہ کہتے ہیں غیر مقلدین پر تہمت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے یہ عقیدہ یہ جملہ جو ہے یہ اِن کا ایجاد کردہ عقیدہ ہے۔ یعنی یہ آج کے زمانے کے جو اہل حدیث ہیں یہ سلفی ہیں یہ اِن کا ایجاد کردہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے؛ کتنی بڑی ناانصافی ہے!

10-دسویں ناانصافی: عربی لغت کے اصولوں کو بھی ملحوظ نہیں کیا گیا جیسا کہ:"في السّماء"اور"إستواء"اور"شُهُوداً"۔

یہ تین لفظ آئے ہیں دلائل میں قرآن مجید کی آیات میں اور وجہ بھی بتاؤں گا کہ کس طریقے سے عربی زبان کو ملحوظ کیے بغیر اپنی مرضی سے بغیر کسی علم کے بغیر کسی دلیل کے ترجمہ کیا گیا ہے۔

تقریباً یہ دس ناانصافیاں ہیں جو ابھی میں نے بیان کی ہیں آئیے دیکھتے ہیں اب تفصیلی جواب مختصر میں تفصیلی جواب۔

1-پہلا پوائنٹ تو گزر چکا ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾: اس آیت کریمہ کو بیان کیا ہے کیونکہ پہلا اُن کا آرٹیکل (Article) ہے اس آرٹیکل (Article) کے بعد جو پہلی اِن کی ہیڈنگ ہے "آیات قرآنی"، اور سب سے پہلے جو بیان کیا ہے اس مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ مکان کی قید سے بھی پاک ہے جیسے کہ زمانے کی قید سے پاک ہے تو پہلی آیت ہے:

﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ﴾۔ پھر کہتے ہیں:"بس اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ مکان کی قید سے بھی پاک ہے ہمارا عنوان یہی ہے اس لیے ہم اس کو تھوڑا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں"۔

www.AshabulHadith.com

تو اس کا جواب میں دے چکا ہوں کہ آیت کو ادھورا بیان کیا ہے؛اور یہ اہل بدعت کی نشانی یاد رکھیں کبھی بھی نص کو پورا بیان نہیں کریں گے میں ہمیشہ کہتا ہوں درس میں کہ نہیں کہتا ہوں اب ثبوت سامنے آگیا کہ نہیں آگیا؟!

قرآن مجید کی آیت ہو یا حدیث ہو اس میں سے بیچ میں سے ایک حصہ نکال لیں گے جو اپنے مطلب کا ہے عجب بات ہے کہ اس کے ساتھ اگلے جملے میں اس کا جواب موجود ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں!

جیسا کہ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:11) کیا بیان کرتے ہیں؟ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾۔

﴿السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفت کا ثبوت ملتا ہے اور ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ میں انکار ہے؛صفت کا انکار یا نام کا انکار ہے یا مثلیت کا انکار ہے؟مثلیت کا انکار ہے(سبحان اللہ)؛تو ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ میں وہ اپنا مطلب لے لیتے ہیں کہ دیکھیں نام اور صفت کا انکار ہے اگرچہ انکار مثلیت کا ہے۔

اور اس کا ثبوت کیا ہے؟﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ثبوت ہے۔

تو یہاں پر اسی طریقے سے ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ﴾ ادھورا بیان کیا ہے۔

سوال: مطلب وہ کہہ دیں گے کہ ہم نے شاہد بیان کیا ہے باقی بیان نہیں کیا ہے؟

جواب: جی جی! شاہد بیان کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے شاہد بیان ایسے نہیں کیا جاتا، پورا نص بیان کیا جاتا ہے پھر اس نص میں سے شاہد کو بیان کیا جاتا ہے اس شرط پر کہ پورا نص اس سے ٹکراتا نہ ہو اسے شاہد کہتے ہیں، شاہد اسے ہر گز نہیں کہتے کہ آؤٹ آف کانٹیکسٹ(Out of context)آپ اس میں سے کوئی چیز نکال لیں وہ تو پھر بے نمازی بھی کہے گا نا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝﴾ (الماعون:4)"میں نماز نہیں پڑھتا بھئی ویل ہے میرے لیے"آؤٹ آف کانٹیکسٹ(Out of context)ہے کہ نہیں؟!﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝﴾ (الماعون:5) کیوں نہیں پڑھتا؟!آگے پورا پڑھو اور پھر آپ نے شاہد جو بیان کرنا ہے تو شاہد بیان کرو۔

2-دوسری دلیل: کہتے ہیں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝﴾ (آپ اپنے ربّ کی تسبیح بیان کیجیے جو بہت بلند ہے)(الأعلیٰ:1)۔

صحیح دلیل ہے لیکن کیا اس میں کسی مکان کا ذکر ہے یا کسی زمانے کا ذکر ہے؟زمانے کی بات انہوں نے ختم کر دی اب سارے جو دلائل پیش کر رہے ہیں وہ اب مکان کی قید کی نفی کر رہے ہیں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾۔

3-پھر تیسری آیت: ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (اور وہ بہت بلند اور عظمت والا ہے)(البقرۃ:255)۔

4-چوتھی دلیل: ﴿ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا)(الاعراف:54)۔

اچھا سنیں بریکٹ میں لکھتے ہیں: "مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے یہ آیت تشابہات میں سے ہے" (سورۃ الاعراف آیت نمبر 54)۔

سُنیں ایک منٹ دیکھیں ناانصافی دیکھیں اور پھر جہالت کی انتہا دیکھیں جہل مرکب دیکھیں، کہتے ہیں: "یہ آیت تشابہات میں سے ہے": کس نے کہا تشابہات میں سے ہے؟! کاش کسی عالم کا قول تو نقل کرتے نا! اپنے عالم کا قول نقل کر دیتے ہمارے تو علماء ویسے ہی بُرے ہیں آپ اپنے عالم کا قول نقل کر دیتے نا!

میرے بھائی! یہ آیات جیسے میں بیان کروں گا آگے ان شاءاللہ کہ سات مرتبہ مختلف سورتوں میں ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کا ذکر ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے؛ یعنی سات مرتبہ کیوں بیان کیا ہے؟ "التكرار يفيد التأكيد"۔

میں کوئی بات دو مرتبہ کرتا ہوں کیا مطلب ہے اس کا؟ تاکید کے ساتھ کہ یہ حق ہے۔ مان لینا چاہیے کہ نہیں؟ تین مرتبہ کرتا ہوں زیادہ مضبوطی ہے کہ نہیں؟ چار مرتبہ اُس سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ سات مرتبہ کیا مطلب ہے اس کا؟! اِس کے بعد بھی کوئی تاکید ہوتی ہے؟! صرف اس لفظ سے ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کا لفظ سات مرتبہ مختلف سورتوں میں جیسے انہوں نے یہاں پر بیان کیا ہے اور عجب بات ہے دیکھیں جہل مرکب کی انتہا دیکھیں میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ جو الفاظ تشابہ تھے اُن کو محکم بنا دیا، جو محکم ہیں ان کو تشابہ بنا دیا!

اور یہ سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس نے حق کو چھوڑا ہے جاننے کے بعد اس کی یہی سزا ہے کہ وہ حق کو پا نہیں سکے گا جب تک توبہ نہیں کرے گا؛ وہ دلائل کو موڑے گا توڑے گا کچھ بھی کرے گا!

قرب کا معنی اور معیت کا معنی آگے بیان کیا ہے میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ تشابہ کیا ہے استویٰ تشابہ ہے یا قرب کا معنی اور معیت کا معنی تشابہ ہے تشابہات میں سے؟ ابھی دیکھیں آگے فیصلہ ہو گا میں بتاؤں گا ان شاءاللہ۔

5-پانچویں دلیل: ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا)؛ مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔

یہ بات درست ہے کس نے کہا کہ کی جاسکتی ہے؟!

امام مالک کا قول نہیں آتا بار بار بیان کرتے ہیں ہم؟! جب کسی شخص نے اُن سے یہ سوال کیا: " ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طه:5)، فكيف استوىٰ يا امام؟"؛ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام اہل المدینہ اپنے زمانے کے (اہل مدینہ کے امام) معروف عالم شدید غصے میں آتے ہیں! سَر جھکائے انہیں شدید غصہ آتا ہے چہرہ سرخ ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں:

"الإستواء معلوم والكيف مجهول، والإيمان به واجب، والسؤال عنه بدعة، أخرجوه": اس جگہ سے نکال دو اسے۔

استویٰ کا معنی معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے غیر معلوم ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ یا ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ یہ تو فرمایا ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کیسے استویٰ یہ فرمایا ہے ؟! تو کیفیت مجہول ہے اللہ أعلم، اور ایمان واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، اور جو یہ سوال کرتا ہے کہ کیسے مستوی ہے یہ بدعتی شخص ہے۔ اور بدعتی جو ہے اہل سنت کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا کبھی، مجلس میں نہیں بیٹھنے دیتے تھے اُس زمانے میں، آج کے زمانے کی میں کیا بات کروں ؟! اُس زمانے میں اُس پیارے زمانے میں خیر کے زمانے میں اہل بدعت کو ساتھ بیٹھنے نہیں دیتے تھے مجلس سے نکال دیتے تھے۔

اور امام ابن سیرین کا قصہ معروف ہے کہ جب دو شخص اہل بدعت میں سے اہل اہواء میں سے ان کی مجلس میں آئے تو ان دونوں میں سے ایک نے کہا امام صاحب ہمیں کوئی آیت پڑھ کر سنا دیجئے؛ میں نہیں سناتا ہوں۔ کوئی حدیث ؟ انہوں نے کہا نہیں سناتا ۔ اچھا ہم سے سُن لیں ؟ آپ سے بھی نہیں سننی نہ آیت نہ حدیث، یا تم یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ یا میں چلا جاتا ہوں؛ تو اٹھ کر چلے گئے۔ تو شاگردوں میں سے کسی نے کہا کہ امام صاحب کیا جاتا تھا آپ کا ایک آیت ایک حدیث کی ڈیمانڈ تو کر رہے تھے بیچارے ؟! امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ امام التابعین، جو تابعین کے اماموں میں سے معروف کبار التابعین میں سے ہیں جنہوں نے براہ راست صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ہے فرماتے ہیں: " یہ اہل الأہواء میں سے ہیں اہل بدعت میں سے ہیں اگر ایک آیت یا ایک حدیث سُنا دیتے یا میں سُنا دیتا پھر اُس میں اپنی باطل تاویل بیان کر دیتے اور وہ میرے دل میں بیٹھ جاتی تو پھر میں کہاں جاتا میں کیا کرتا ؟! "؛ (سبحان اللہ)۔

ابن سیرین کو ڈر ہے اور ہم تو آج بے خوف ہیں نا ہمارے جیسا عالم کون ہے آج کے زمانے میں ؟! اہل بدعت آتے ہیں یا دنیا جہاں کے کوئی بھی لوگ آتے ہیں مناظرے کے لیے ہم تیار ہیں کوئی سامنے آ کر تو دیکھے نا ہمارے ! (سبحان اللہ)۔

ایک آیت ایک حدیث نہیں سُنی اہل بدعت سے آج اگر ہم کسی کو کہتے ہیں کہ ہم اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتے تمہیں کہتے ہیں کہ یہ جاہل ہے اس کو کیا پتہ ہے ! اس کو تو پتہ ہی نہیں کسی چیز کا، یا کہ یہ جواب دینے سے ڈرتے ہیں، یا ان کو اپنے عقیدے پر اعتماد نہیں ہے بھروسہ نہیں ہے۔ بات یہ نہیں ہے ! بات یہ ہے کہ اہل بدعت جو سمجھنا چاہتے ہیں، عوام الناس میں سے ہیں ان تو سمجھائیں لیکن جو معروف ہیں جو صرف فتنہ اور فساد چاہتے ہیں، نصوص کو آپس میں مارنا چاہتے ہیں قرآن مجید کی آیت کو قرآن مجید سے حدیث کو حدیث سے تو ایسے لوگوں کا شَر عام ہوتا ہے اُس میں کوئی خیر نہیں ہوتا، تو ایسے لوگوں سے آگاہ رہیں۔

میں اس کا جواب اس لیے دے رہا ہوں کہ یہ ایسی غلط فہمی ہے جس سے بعض طالب علم پریشان ہو گئے ہیں کہ بھئی کس طریقے سے ہم اس کا جواب دیں زمانے کی قید سے پاک اور مکان کی قید سے پاک بات تو درست ہے ؟!

کس نے کہا ہے بات درست ہے دَس ناانصافیاں تو آپ کے سامنے بیان کی ہیں !(اور تفصیلی جواب ان شاءاللہ ابھی آئے گا)۔

تواُن کی یہ بات "کہ مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی" درست ہے استویٰ کی کیفیت ہم نے بھی کبھی نہیں کہی بلکہ اس آرٹیکل (Article) کے آخر میں دیکھیں انہوں نے خود کیفیت بیان کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں ہے کیفیت ہے کہ نہیں؟

ایک قاعدہ یادرکھیں ابن تیمیہ قاعدہ بیان کرتے ہیں:"کل ممثل معطل وکل معطل ممثل": کیا مطلب ہے یہ؟"ہر مثلیت بیان کرنے والا شخص اُسماوصفات کے نصوص کا انکار کرنے والا ہے،اور ہر انکار کرنے والا شخص تمثیل کرنے والا ہے"۔

یہ کیوں نہیں مانتے اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ؟ان کو کیوں ہر وقت یہ مکان کی قید نظر آتی ہے ؟ کیونکہ جو بھی موجود ہے ان کی نظر میں اس کے لیے مکان ضروری ہے؛

مخلوق موجود ہے بغیر مکان کے مخلوق موجود ہو سکتی ہے ؟ کوئی مخلوق جانتے ہیں جو مکان کی قید سے پاک ہے ؟ نہیں جانتے نا!اس لیےانہوں نے کہا کہ خالق بھی جیسے مخلوق بغیر مکان کی قید سے نہیں ہوتی خالق بھی اسی طریقے سے ممکن نہیں ہے !

اگر ہم دونوں کو مان بھی لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو ہے اس قید سے پاک ہے تو پھر اُن کے ذہن میں یہ بات لازمی آتی ہے کہ مخلوق جیسے موجود ہے ویسے خالق بھی موجود ہے۔

تو پہلے مثلیت بیان کی ذہن میں پھر اس کا انکار کیا ہے تو اس سے کیا ثابت ہوا؟ کہ ہر انکار کرنے والا پہلے تمثیل کرتا ہے اپنے ذہن میں پھر انکار کرتا ہے ورنہ انکار کبھی نہ کرتے۔

اور مثلیت کب بیان کی جاتی ہے ؟ جب کیفیت معلوم ہوتی ہے ورنہ آپ کیسے کسی چیز کی مثل بیان کر سکتے ہیں جبکہ آپ کو کیفیت معلوم ہی نہیں ہے ! جب کیفیت معلوم ہے ہی نہیں نصوص میں پھر مثلیت کہاں سے آتی ہے ؟!

نہ تو کیفیت معلوم ہے اور مثلیت کی ویسے ہی نفی کر دی گئی ہے : ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ﴾ بات ختم ہو گئی ! لیکن اُن کو اس چیز کی سمجھ نہیں ہے، یا سمجھ ہے لیکن وہ سمجھنا نہیں چاہتے۔

6-دلیل نمبر چھ : ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (رحمن عرش پر مستوی ہے)(طه:5)؛مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔

پھر وہی جملہ بریکٹ میں بار بار آرہا ہے "کہ یہ آیت متشابہات میں سے ہے"(سورۃ طہ آیت نمبر 5): پھر اس جملے کو دوبارہ دہرایا

۔

7-دلیل نمبر سات اُن کی: ﴿ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ﴾ (پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا)(الفرقان:59)؛ بریکیٹ میں: "مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے یہ آیت متشابہات میں سے ہے"(سورۃ الفرقان آیت نمبر 59)۔

8-دلیل نمبر آٹھ: ﴿ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ﴾ (پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا)(السجدۃ:4)؛ "مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے یہ آیت متشابہات میں سے ہے"(سورۃ السجدۃ آیت نمبر 4)۔

9-دلیل نمبر نو: ﴿ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ﴾ (پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا)(الحدید:4)؛ بریکیٹ میں: "مستوی کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے یہ آیت متشابہات میں سے ہے"(سورۃ الحدید آیت نمبر 4)۔

کیا کہوں میں؟! سات مرتبہ وہی لفظ بار بار آرہا ہے شرم نہیں آتی یہ بار بار لکھا جارہا ہے کہ یہ آیت متشابہات میں سے ہے"۔ یہ متشابہات میں سے ہے؟اس سے واضح کوئی اور دلیل کہ سات مرتبہ تاکید کی جارہی ہے کہتے ہیں پھر بھی متشابہات میں سے ہے؟!

اچھا دیکھیں محکم دیکھیں ذرا اِن کی:

10-دلیل نمبر دَس: ﴿فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ﴾ (تم جہاں چہرہ کرو وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا چہرہ ہے)(البقرہ:115)۔

یہاں پر خاموشی ہے یہ آیت متشابہات میں سے نہیں ہے ان کے نزدیک۔

11-دلیل نمبر گیارہ: ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ﴾ یہاں تک(البقرہ:186)۔

﴿اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ آخری آیت تک: "جب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں بالکل قریب ہوں"(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 186): آگے خالی ہے یعنی یہ آیت متشابہات میں سے نہیں ہے یعنی یہ محکم آیت ہے۔

12-دلیل نمبر بارہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَا تَكُوۡنُ فِیۡ شَاۡنٍ وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّلَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیۡكُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ﴾ (یونس:61)۔ ترجمہ وہ جو خود کر رہے ہیں: (اور تم نہیں ہوتے ہو کسی حال میں اور نہ اُس میں سے کچھ قرآن پڑھتے ہو اور نہ کوئی عمل کرتے ہو مگر ہم تمہارے ساتھ موجود ہوتے ہیں): آیت میں موجود کا لفظ ہے؟ آیت میں کیا ہے ﴿اِلَّا كُنَّا عَلَیۡكُمۡ شُهُوۡدًا﴾ یا "اِلَّا كُنَّا عَلَیۡكُمۡ موجود"؟ ﴿شُهُوۡدًا﴾ کا لفظ ہے نا۔

اب دیکھیں ناانصافی دیکھیں، کہتے ہیں "مگر ہم تمہارے ساتھ موجود ہوتے ہیں" کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں وحدت الوجود ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں؟! دیکھیں یہ وہی بات جیسے میں نے کہا کہ وحدت الوجود ثابت کرنا ہے لیکن دبے الفاظوں میں۔

آگے ترجمہ: "جس کام میں تم مشغول ہوتے ہو" (سورۃ یونس آیت نمبر 61)۔

13-دلیل نمبر تیرہ: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا) (النور:35)۔

اس سے کیا تعلق ہے کوئی تعلق دور سے بھی ہے؟! اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اللہ تعالیٰ کا نام النور ہے صفت نور ہے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اب یہاں پر مخلوق کے نور سے تشبیہ کی گئی ہے اس لیے اس آیت کو بیان کیا گیا ہے، اگرچہ وہ کہتے ہیں ہم کیفیت نہیں کرتے بار بار بات یہی کی کہ کیفیت نہیں کی جاتی اور نہ ہی مثلیت بیان کی جاتی ہے اور یہاں پر دیکھیں کس چیز سے کام لیا جا رہا ہے؟!

14-دلیل نمبر چودہ: ﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (اور ہم اس کی رگ جان سے بہت قریب ہیں) (ق:16): متشابہات میں سے نہیں ہے یعنی اُن کے نزدیک۔

قرب کی دو آیتیں بیان کی ہیں اور استویٰ کی سات آیتیں بیان کی ہیں، وہ متشابہات میں سے ہیں استویٰ کی آیات، اور قرب کی آیات یہ متشابہات میں سے نہیں ہیں۔

15-دلیل نمبر پندرہ: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾ (المجادلة:7): آگے نہیں بیان کیا، ٹھیک ہے شاہد بیان کیا ہے کوئی مشکل نہیں ہے۔

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیکھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، تین لوگوں میں کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان میں چوتھا ہوتا ہے، اور نہ پانچ مگر اللہ ان میں چھٹا ہوتا ہے، اور چاہے اس سے کم ہو یا زیادہ مگر اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں ہوں" (سورۃ المجادلہ آیت نمبر 7)۔

نوٹ (پھر نیچے نوٹ لکھتے ہیں): "هو" (یعنی ضمیر "هو" جو ہے) ضمیرِ ذات متعین کے لیے بولا جاتا ہے صرف صفات کے لیے نہیں ہے۔ پھر یہاں پر ریفرنس بھی دے رہے ہیں: "شرح جامی پیج نمبر 245 مضمرات"۔

بہر حال؛ مجھے یہ بتائیں کہ کوئی ذات بغیر صفات کے ممکن ہے؟!

یہ ثابت کر دیں کہ کوئی ذات موجود ہے بغیر صفات کے؟!

میرے بھائی! ذات موجود ہی صفات سے ہوتی ہے جس ذات کی کوئی صفات نہیں وہ ذات کیا ہوتی ہے؟

معدوم ہے نا! (سبحان اللہ)۔

16-دلیل نمبر سولہ: ﴿ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِي السَّمَآءِ﴾ اور دوسری آیت اس کے ساتھ ﴿اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِي السَّمَآءِ﴾ (کیا تم سے اُس سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے) (الملک:16-17)۔

17-دلیل نمبر سترہ: ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ﴾ یہاں تک بس (اُس کے مثل کوئی چیز نہیں) (الشوریٰ:11)۔

یہ دلائل ہیں قرآن مجید میں سے آگے لکھا ہے نا "آیات قرآنی دلائل"۔

"وضاحت": اب وضاحت سُنیے:

(۱) "اِن آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا سب سے اعلیٰ ہے عرش پر ہے آسمانوں میں ہے اور بندوں سے قریب تر ہے"۔ لفظ کیا لکھا ہے؟ "اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا سب سے اعلیٰ ہے عرش پر ہے آسمانوں میں ہے اور بندوں سے قریب تر ہے": اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کہہ رہے ہیں یہ کیفیت ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے کب فرمایا ہے کہ میں اپنی ذات سے اپنے بندوں کے قریب ہوں کہیں پر ہے؟!

(۲) دوسری وضاحت، کہتے ہیں: "رہی بات عرش پر کس کیفیت کے ساتھ ہے آسمانوں میں اور بندوں سے قریب قریب تر کس کیفیت کے ساتھ ہے اس تفصیل سے قرآن مجید خاموش ہے تو ہمیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے"۔

یہ خاموشی اختیار کی ہے؟! پتہ نہیں یہ کیسی خاموشی ہے بھئی؟! شروع سے لے کر ابھی تک کیفیت ہی بیان ہو رہی تھی پھر کہتے ہیں کیفیت سے قرآن مجید بھی خاموش ہے ہم بھی خاموش ہیں؛ تو یہ وجود کا لفظ کہاں سے آیا بھئی؟!

﴿شُهُوۡدًا﴾ کو موجود کیوں بنایا؟ اگر آپ کے دل میں کوئی میل نہیں ہے اور اپنی بد عقیدگی آپ نہیں بیان کرنا چاہتے تو نصوص کو ظاہر چھوڑ دیتے نا نصوص سے کیوں بار بار تاویل کر رہے ہیں؟! اپنی مرضی کے ساتھ جو آپ کے ذہن میں جو عقیدہ ہے یا جو بد عقیدگی ہے اس کو کیوں آپ موڑ توڑ کر زبردستی بیان کرنا چاہتے ہیں؟!

اِس سے بڑھ کر کیا کیفیت ہے کہ "ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ عرش پر بھی ہے اور فرش پر بھی ہے بندوں کے قریب تر": ذات کا لفظ بیان کیا ہے نا؟!

(۳) تیسری وضاحت: "جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کو صرف عرش پر کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ اِن آیات قرآنی کے خلاف ہے (﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى. عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى، عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى، عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾، سات مرتبہ خلاف ہے! سبحان اللہ)

"اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات مکان کی قید سے پاک ہے اسی طرح جسم اور لوازمات جسم سے بھی پاک ہے"۔

اب ایک اور نئی مصیبت لے کر آئے ہیں!

میں مصیبت اس لیے کہہ رہا ہوں کہ عوام الناس کے لیے یہ باتیں بڑی خوبصورت ہیں اور عوام الناس کو بہکانے لیے جاہل لوگوں کو بہکانے کے لیے سیدھے سادے لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لیے بڑی خوبصورت باتیں ہیں، جسم کی جب آپ کرتے ہیں تو ہر بندہ کہتا ہے جسم کی بات کیسے؟! خالق کا جسم کیسے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ تو کفر ہے؟!

کاش سلف صالحین کے چند اقوال لوگ جان لیتے کہ مکان، جہت، سمت، جسم، اعضاء کے تعلق سے سلف کا موقف کیا ہے! کاش جان لیتے!

تین قسم کے نصوص موجود ہیں اسماء وصفات کے تعلق سے: (۱) بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا ثبوت ملتا ہے۔ (۲) بعض کی نفی ملتی ہے۔ (۳) اور بعض ایسی چیزیں ہیں جن میں خاموشی اختیار کی گئی ہے نہ اثبات میں نہ نفی میں ہیں۔

اُحکم الحاکمین کی حکمت ہے کہ بیان نہیں کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ سے مخفی ہیں چیزیں؟!

سمت ہے اگرچہ فوقیت تو بالکل واضح ہے لیکن قید کی بات جو انہوں نے کی ہے کہ قید نہیں لگائی اہل سنت والجماعت نے، کہتے ہیں کہ مکان میں قید ہے (نعوذ باللہ)، یہ تو کفر ہے!

میں یہ بتاؤں گا کہ اس کا معنی کیا ہے آخر میں کہ یہ قید کس طریقے سے بیان کی گئی ہے اور کیوں بیان کی ہے اِن لوگوں نے لیکن پہلے یہ سمجھ لیں کہ سمت لازم آتی ہے یا جسم یا لوازمات جسم (اعضاء) لازم آتے ہیں یہ وہ الفاظ ہیں جن کا نصوص میں نہ تو ثبوت ملتا ہے نہ نفی ملتی ہے، اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے ان الفاظوں کے تعلق سے کہ ان الفاظوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے کہ کہنے والا کیا مراد لیتا ہے۔

اب فوق کا لفظ آیا ہے فوق سے تم کیا مراد لیتے ہو؟ وہ سمت جو مخلوق ہے اوپر نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے یہ چھ جو سمتیں ہیں "جھات الست" جنہیں کہتے ہیں یہ مراد ہے تمہاری؟! تو پھر تو اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ ایسی قید سے پاک ہے؛ اور جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مکان میں قید ہے وہ کافر ہے سن لیں میری بات!

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اور جتنے بھی نصوص ہیں علو کی فوقیت کے جو بیان کیے گئے ہیں ان میں ہر گز یہ معنی موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق میں سمایا ہوا ہے کیونکہ مکان تو مخلوق کے لیے ہوتا ہے نا۔

اور سب سے بڑی مخلوق کیا ہے؟ دیکھیں زمین مخلوق ہے (پہلے زمین کی بات کر لیں عرش بعد میں جاتے ہیں یہ بات کر رہے ہیں نا) اب چھوٹی سی مثال لے لیں آپ زمین کیسی ہے؟ گلوب ہے۔

گلوب جانتے ہیں؟ بال (Ball؛ اپنے ذہن میں بالز رکھ لیں فٹ بال رکھ لیں) گلوب ہے۔

جو شخص زمین اس زمین کے اوپر والے حصے میں کھڑا ہے یہاں پر یہ زمین ہے یوں یہاں پر کھڑا ہے اس کے لیے آسمان کہاں ہے؟

اوپر ہے۔

جو یہ دائیں طرف کھڑا ہے اوپر ہے بائیں طرف کے لیے اوپر ہے جو شخص نیچے کھڑا ہے یہاں پر اس کے لیے آسمان کہاں ہے؟ اوپر ہے۔(یہ یہاں پر کھڑا ہے یوں یہ اوپر ہے)۔

آسمان کبھی نیچے ہو سکتا ہے؟ جو شخص اس گلوب کے نیچے والے حصے میں کھڑا ہے اس کے لیے آسمان کہاں ہے؟ پھر بھی اوپر ہے۔

اور آسمان چھوٹی سی مخلوق ہے میرے بھائی! آسمان چھوٹی سی مخلوق ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ اوپر ہے؛ پہلا آسمان، دوسرا آسمان، تیسرا آسمان، چوتھا، پانچواں، چھٹا ساتواں آسمان، پھر کرسی ہے، پھر عرش ہے، اور عرش سے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔

مخلوق کی انتہا کہاں پر ہوئی؟ عرش پر؛ سب سے عظیم مخلوق عرش ہے اور اس سے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔

چھوٹا سا آسمان ہمیشہ اوپر ہے، اس کی کوئی سمت متعین نہیں کر سکتا ہمیشہ اوپر ہے نیچے والے شخص کے لیے بھی اوپر ہے دوسرے والے آسمان کے بارے میں کیا کہیں گے؟

تیسرے کے بارے میں ساتویں کے بارے میں کیا کہیں گے؟

کرسی کے بارے میں کیا کہیں گے؟

پھر عرش کے بارے میں کیا کہیں گے اور اللہ تعالیٰ تو عرش سے بھی اوپر ہے؟

جب عرش سے اوپر ہے تو مخلوق ختم کہاں پر ہوئی؟ عرش پر ہوئی۔

جو سمت مخلوق ہے وہ عرش تک ہے اُس سے اوپر والی سمت جو ہے وہ مخلوق ہے ہی نہیں وہ مخلوق سے بالا تر ہے تو اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ فوق ہے بلندیوں میں ہے لیکن یہ وہ بلندی نہیں جیسا کہ مخلوق کے لیے مخلوق بلندی ہے، یہ وہ بلندی ہے جو خالق کے لیے ہے جو مخلوق نہیں ہے۔

اب اس معمے کو خود حل کریں اگر ہو سکتا ہے آپ سے۔

اور اگر فوق سے یہ مراد ہے جو میں نے بیان کیا تو حق ہے، وہ فوقیت جس کا تعلق مخلوق سے نہیں خالق سے ہے یہ حق ہے اور یہ سارے دلائل اسی کے لیے بیان کیے گئے ہیں اسی کو بیان کرنے کے لیے۔

جسم کی بات کرتے ہیں استفصال ہے سوال کریں کہ بھئی جسم سے تم کیا مراد لیتے ہو کہ جیسا کہ مخلوق کا جسم ہے جو محتاج ہے اعضاء کا جسم کے لوازمات کا؟

انسان ہے مخلوق ہے انسان کسے کہتے ہیں؟ جو سَر سے، دو بازوؤں سے، دو ٹانگوں سے، دو آنکھوں سے، اور ایک ناک ایک منہ سے، دو کانوں سے بنا ہوا ہے، انسان محتاج ہے انسان کہلانے کے لیے اِن سب چیزوں کا؛ نہیں! اسے کہتے ہیں جسم انسان، اگر یہ معنی لیتے ہو اللہ تعالیٰ کا تو یہ باطل ہے یہ کفر ہے اور یہ کیفیت بھی ہے مثلیت بھی ہے اور دونوں کفر ہیں یاد رکھیں جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے۔

اور اگر جسم سے مراد تم لوگ یہ لیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی صفت ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کی دو آنکھوں کی صفت ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ اور قدم کی صفت ثابت ہے، انگلیوں کی صفت ثابت ہے، اگر اس سے آپ لوگوں کے ذہن میں جسم لازم آتا ہے تو آنے دو "فلیکن" ہماری اس سے کوئی غرض نہیں ہے، لیکن اللہ کی قسم! ہمارے ذہن میں کبھی جسم کا لفظ یعنی جسم تو کیا سوچنے کا لفظ بھی ہمارے ذہن میں نہیں آتا واللہ! اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا محتاج نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ان صفات سے متصف ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔

تو جن الفاظوں کی تفصیل ضروری تھی اہل بدعت کا ہمیشہ یہی طریقہ ہے کہ عوام الناس کو بیوقوف بنانے کے لیے اُن ہی الفاظوں کا سہارا لیتے ہیں تا کہ لوگ کہیں کہ جسم کی بات ہو رہی ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ!

بھئی جسم سے مراد تم لیتے کیا ہو؟! دو معنی؛ اس کے ساتھ ایک یہ بھی قید لگانی بھی شرط ہے لازمی ہے کہ ایسا لفظ نہ بیان کریں جو قرآن اور سنت میں ثابت نہیں ہے جسم کا لفظ نہیں ہے تو کیوں بیان کرتے ہو بھئی؟! آپ کہو "متصف بصفات الکمال"؛ یہ کہو جیسا کہ سلف سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

جسم کا لفظ ہے، مکان کا لفظ ہے، سمت کا لفظ ہے، جب یہ الفاظ نہیں بیان کیے گئے تو پھر تم لوگ کیوں بیان کرتے ہو؟! ہم تو نہیں بیان کرتے لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کے ذہنوں میں جسم لازم آتا ہے تو پھر آنے دو ہم کیا کریں تمہارا؟! یہ تمہارے دماغ اور دل کی بیماری ہے تو خود دور کرو نا اس کا علاج کرواؤ، ہمارے دل میں کبھی ایسا کوئی خیال بھی نہیں آیا!

کہتے ہیں: "عقل نہیں مانتی"۔

بھاڑ میں جائے ایسی عقل کا جو نہیں مانتی ہم کیا کریں تمہاری عقل کا نہیں مانتی تو؟! یہ کیسی عقل ہے جو ان نصوص پر مقدم ہے آگے کر دی گئی ہے پتہ نہیں وہ کون سی عقل ہے؟!

اہل الکلام نے کہاں سے مار کھائی ہے مجھے بتائیں؟ عقل کو آگے کیا ہے نا نصوص کے!

جہم بن صفوان یعنی یہ مصیبت وہ شخص لے کر آیا تھا یہ عذاب اور پھر اسے معتزلہ نے لیا پھر آہستہ آہستہ پھیلتا گیا، کُلّابی آئے، اُشعری، ماتریدی آئے، اور آج بھی یہ اہل الکلام جو ہیں اُشعری، ماتریدی جو آج کے مسلمانوں کی اکثریت ہے مدارس میں ورنہ عوام الناس بے چارے اپنی فطرت پر ہیں اُن بے چاروں کو کیا پتہ؟!

جو مسلمان مدارس ہیں پوری دنیا میں جنہیں شریعت کی تعلیم دی جاتی ہے یہ اُشعریت اور ماتریدیت ہے اور ان کا علم جو عقیدے کا علم ہے جو اہل کلام کے علم کی بنیاد پر قائم ہے اور انہوں نے عقل کو آگے کیا نصوص کے، قرآن اور سنت کو پہلے تولتے ہیں عقل پر "نہیں یہ بات کام کی نہیں ہے چھوڑیں اسے"، جو عقل مان لیتی ہے وہ ہمارا دین ہے(إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

(۴) آگے کہتے ہیں چوتھی بات (آیت کریمہ کی وضاحتیں بیان ہو رہی ہیں): "یہ لوگ تشابہ آیات سے دلیل دیتے ہیں (ہم لوگ تشابہ آیات سے دلیل دیتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے لیکن ہم نے کب انکار کیا کہ رحمٰن عرش پر مستوی نہیں ہے (اگرچہ بیچ میں کئی دفعہ کہہ چکے ہیں ﴿شُهُوْدًا﴾ کو موجوداً بنادیا اور کیا چاہتے ہو تم لوگ؟!) بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ عرش پر بھی اور عرش کے علاوہ جہاں جہاں قرآن کہتا ہے وہاں بھی ہے، رہی بات استویٰ کی معنی کی تو فکس (Fix) کرنا یہ غلط ہے (استویٰ کے معنی کو فکس کرنا غلط ہے) اس لیے کہ استویٰ کا لفظ جیسے عرش کے لیے استعمال ہوا ویسے ہی آسمان کے لیے بھی استعمال ہوا: ﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ﴾ (پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمان کی طرف مستوی ہوا) (حم السجدۃ/فصلت: 11): اور جیسے خالق کے لیے بولا گیا ہے ویسے ہی مخلوق کے لیے بھی بولا گیا ہے"۔

پھر اب وہ آیات دلائل پیش کر رہے ہیں جس میں استویٰ کا لفظ مخلوق کے لیے بولا گیا ہے، کہتے ہیں:

(۱) ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى﴾ (اور جب اپنی بھاری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے (یعنی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام)) (القصص:14)۔

(۲) ﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ﴾ (پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ چکو) (المؤمنون:28)۔

(۳) ﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ﴾ (الزخرف:13)۔

(۴) ﴿ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝٦﴾ (النجم:6)۔

(۵) ﴿رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝٢٨﴾ (النازعات:28)۔

(۶) ﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧﴾ (الانفطار:7)۔

(۷) ﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢﴾ (الأعلی:2)۔

اب یہ ساری قرآنی آیات انہیں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اب بات آئی ہے استویٰ کی آپ جانتے ہیں کہ عربی لغت کے اعتبار سے استویٰ کا کیا معنی ہے؟ یہاں سے یعنی عربی لغت کو بھی ملحوظ نہیں رکھا جیسے میں نے شروع میں بیان کیا تھا کہ ناانصافی کی گئی ہے ،استویٰ کا لفظ اگر حرف جَر سے متعدی ہو تو اس کا معنی اور ہے، اگر بغیر حرف جَر کے ہے تو اس کا معنی اور ہے یہ فرق بہت ضروری ہے اس کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے اور اسی فرق سے بات آسان ہو جاتی ہے یاد رکھیں یہ لغت کا قاعدہ ہے۔

استویٰ کا لفظ اگر حرف جَر کے ساتھ ہے "علی" کے ساتھ ہے (مثال کے طور پر حرف جَر کے ساتھ ہے) تو اس کا معنی اور ہے جیسا کہ ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ کا لفظ آیا ہے۔

اور اگر ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾: ﴿عَلَى﴾ بھی ہے پھر ﴿اسْتَوٰى﴾ بھی ہے؛ اور اگر حرف جَر کے بغیر ہے تو اس کا معنی کچھ اور ہے۔

کیا فرق ہے معنی میں ؟ اگر حرف جَر کے ساتھ ہے تو اس کا معنی: ''ارتفع، صعد، علی، استقر، قصد'': یہ پانچ معنی ہیں۔

﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ﴾: یعنی ''قصد السّماء'' (آسمان کی طرف)؛ اور آسمان بلند ہے تو یہاں پر بلندی کا معنی ہے۔

'' استقر'' (قرار پکڑا)'' علا ''(بلند ہوا)'' صعد''(بلند ہوا)'' ارتفع''(بلند ہوا)۔

سب میں بلندی کا معنی پایا جاتا ہے، حرف جَر عَلَی ہو تو بلندی کا معنی ہے، اِلی ہو تو پھر قصد کا معنی لیا جاتا ہے اور اِلی اور عَلَی دونوں حرف جر ہیں اور دونوں استویٰ کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں۔

اور ان میں جو خلاصہ ہے وہ کیا ہے؟ بلندی کا معنی موجود ہے۔

اور اگر بغیر حرف جَر کے ہو تو تو دو معنی آتے ہیں، ایک ہے برابری کا مساوات یعنی اور دوسرا ہے کمال کا: ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى﴾: جیسا کہ اس آیت کو بیان کیا گیا ہے۔

استویٰ کا کیا معنی ہے؟ ﴿بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى﴾: یہاں پر استویٰ کا معنی برابر ہوا، یعنی اس کی جو طاقت ہے وہ کمال کو پہنچی ہے۔

﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ﴾: برابر ﴿اسْتَوَيْتَ﴾۔

﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ﴾: اب یہاں پر حرف جَر کے ساتھ آیا ہے حرف جَر کے ساتھ ہے تو پھر ﴿عَلٰى ظُهُوْرِهٖ﴾ کا کیا معنی ہے؟ (سبحان اللہ) بلند ہوا۔

﴿ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝﴾: مضبوطی کا معنی پایا جاتا ہے کمال کا معنی پایا جاتا ہے۔

﴿رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾﴾ : برابر کا مساوات کا۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ﴾ : پیدا کیا پھر برابر کیا۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾﴾ : وہی معنی ہے۔

تو قرآن مجید میں یہ معنی ملحوظ کیا گیا ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے تو عربی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور عربی اصولوں کو چھوڑ کر اپنے اصول بیان کرنا چاہتے ہیں! یعنی یہ دیکھیں جہل مرکب کی انتہا!

پھر احادیث کے بارے میں دیکھیں آپ، پھر احادیث کی بات آئی ہے دیکھیں اور آپ یہ دیکھیں کہ اتنا سسٹم کے ساتھ یہ صحیح مسلم کی جو حدیث ہے یہ یہاں پر جو پیج کور ہے اس کا بھی امیج لیا گیا ہے اور پھر حدیث بیان کی گئی ہے، الحدیث دیکھیں:

18: دلیل نمبر اٹھارہ: احادیث مبارکہ میں سے بیان کیا گیا ہے: باندی والے قصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندی سے سوال کیا اللہ کہاں ہے؟ تو باندی نے کہا آسمان میں (صحیح مسلم والیم نمبر 7، ایک صفحہ نمبر 217 حدیث نمبر 537) یہ حدیث صحیح ہے (صحیح مسلم میں صحیح حدیث ہے) جزاک اللہ خیر۔

یہاں پر نوٹ لکھتے ہیں: "غیر مقلدین کا اس حدیث میں آسمان سے عرش مراد لینا صحیح نہیں ہے (کس بیوقوف نے کہا ہے کہ عرش اور آسمان ایک ہے؟! کس غیر مقلد نے کہا ہے کہ آسمان اور عرش ایک ہی چیز ہے کسی نے کہا ہے یہ تہمت کیوں لگاتے ہو بھئی؟! آسمان الگ سے مخلوق ہے عرش الگ سے مخلوق ہے بار بار یہ کہا گیا ہے) اس لیے کہ اگلی حدیث میں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ رات کے آخری حصے میں آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے"۔

19- اگلی دلیل نمبر اُنیس اُن کی: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ربّ سبحانہ وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے (پھر صحیح مسلم والیم نمبر 1، پیج نمبر 298 حدیث نمبر 558) یہ حدیث صحیح ہے جزاک اللہ خیر"۔

اور یہاں پر پھر وہی حدیث بیان کی ہے: "يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ": یہ حدیث ہے۔

ہمارا تو ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نازل ہوتے ہیں اور نزول کہاں سے ہوتا ہے اوپر سے نیچے کی طرف ہوتے ہیں یا نیچے سے اوپر کی طرف ہوتا ہے؟ اس حدیث میں کیا ثبوت ملتا ہے ہمیں کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں میں ہیں یا ہر جگہ ہے؟! اگر اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب بھی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ذات کے اعتبار سے قریب ہے تو پھر نازل ہونے کی ضرورت کیا ہے آسمان دنیا میں؟! کوئی ضرورت ہے نازل ہونے کی؟!

یہی کیفیت جو آپ بیان کر رہے ہیں کہ ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے مومنوں کے بھی قریب ہے پھر ایمان کیسے مستقیم ہوتا ہے آپ کا؟!

یہی کیفیت جو تم لوگ بیان کر رہے ہو اور الٹا الزام ہم پر لگاتے ہو کہ ہم کیفیت بیان کرتے ہیں! ہم تو بار بار کہتے ہیں کہ کیفیت غیر معلوم ہے۔

وہ اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عرش اور آسمان الگ الگ ہیں (ہم تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ الگ الگ ہیں ہم نے کب کہا ہے؟!)یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں:''فِي السَّمَاءِ'':اس میں لونڈی کی جو معروف حدیث ہے:''أَيْنَ اللهُ؟''(اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟)۔

''أَيْنَ'' یہ کیا ہے؟ اسم استفہام کس چیز کے لیے پوچھا جاتا ہے کس لیے پوچھا جاتا ہے زمانے کے لیے نام کے لیے؟للمکان۔اسم استفهام للمكان ہے کہ نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا سوال کیا ہے؟''أَيْنَ اللهُ؟'': مراد مکان ہے کہ نہیں؟ کیا مراد ہے بھئی سوال سے مراد کیا ہے مکان مراد ہے کہ نہیں؟!''أَيْنَ''اسم استفہام مکان کے لیے ہے عربی زبان میں اور جب لونڈی نے یہ جواب دیا تو یہ دیکھیں کہ چھوٹی سی عمر ہے صحابیات میں سے ہیں، ہے تو لونڈی سبحان اللہ لیکن یہ عظیم صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:''فِي السَّمَاءِ''؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں''مَنْ أَنَا؟'' میں کون ہوں؟ عرض کرتی ہیں:''أَنْتَ رَسُولُ اللهِ (صلى الله عليه وآله وسلم)''؛آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں''أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ''(اسے آزاد کر و یہ مومنہ ہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا کیوں تھا؟ یہ جاننے کے لیے مومنہ ہے کہ نہیں؛ جان گئے مومنہ ہے کہ نہیں؟ خاموشی ہی کافی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں فرمایا''فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ''؟

''إِنَّهَا''کیا ہے؟ أداة تاکید کے لیے ہے کہ نہیں؟ایک تو خاموشی ہی کافی تھی وہ نہیں، پھر مومنہ کافی تھی، پھر إنَّ بھی ساتھ ہے مؤکدات کتنے ہیں؟!

اس کے باوجود بھی یہ کہتے ہیں کہ نہیں! ابو منصور ماتریدی نے تو ایک عجیب سی بات کی ہے، کہتے ہیں:"کہ ''فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ''جو ہے اس زمانے میں کیونکہ مشرکین لوگ تھے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ہے تو اس لیے اس لونڈی نے یہ جواب دیا''فِي السَّمَاءِ''"۔

تو آگے تو جواب ہے آگے جواب کیا ہے''فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ''کہاں گیا؟! جیسے وہ حدیث کا حصہ ہی نہیں ہے''فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ''!

کہتے ہیں:"بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ پڑھوایا": کہاں کلمہ پڑھوایا بیچ میں سے کہاں پر ہے وہ؟!

"اور ایمان بعد میں یعنی اسلام بعد میں قبول کیا": کہاں پر اسلام بعد میں قبول کیا بھئی کہیں تو ہمیں بیان کریں؟! واضح حدیث ہے واضح الفاظ ہیں کہاں پر ہے؟!

دو سوال کیے ہیں "أَيْنَ اللهُ؟ وَمَنْ أَنَا؟" تیسرا کہاں پر ہے بھئی تیسری بات کہاں پر ہے؟! فوراً جواب کیا ہے؟ "أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ"۔

اُن کا مسئلہ کیا ہے؟ کہتے ہیں: آپ کہتے ہیں ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾، لونڈی کہتی ہے "فِي السَّمَاءِ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرار کرتے ہیں (یہ جس کی یہ غلط فہمی ہے اُن کی بات میں کر رہا ہوں اور اُن جیسے کافی ان کے علماء بھی یہی بات کرتے ہیں) اب "فِي السَّمَاءِ" بھی ہے ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ بھی ہے دونوں کیسے مانیں ہم ٹکراؤ ہے؟!

جواب اگلی حدیث میں خود دے رہے ہیں، میں نہیں دوں گا یہ خود دیں گے، دیکھیں اگرچہ ان کی دلیل ہے لیکن اس دلیل میں ہماری دلیل ہے۔

20-دلیل نمبر بیس اُن کی: کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم رحم کرو اُن لوگوں پر جو زمین میں ہے تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے": جامع ترمذی والیم نمبر 1، پیج نمبر 439، حدیث نمبر 1924 یہ حدیث صحیح ہے، جزاک اللہ خیر۔

صحیح حدیث ہے حدیث میں کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے ریڈ (Red) نشان لگایا ہے دیکھیں دور سے نظر آرہا ہے ریڈ (Red)، یہ بڑا تیر اور پھر یہ سرخ لائن نظر آرہی ہے، انہوں نے انڈر لائن کیا ہے "فِي السَّمَاءِ" کو، میں نے انڈر لائن کیا ہے دونوں تیر کو "فِي الأَرْضِ" اور "فِي السَّمَاءِ" کو۔

اس حدیث میں واضح جواب ہے: "ارْحَمُوا مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ" (رحم کرو زمین میں رہنے والوں کے تم پر رحم کرے گا آسمان میں رہنے والا؛ اے زمین میں رہنے والے (یعنی اے انسانو! اے زمین پر چلنے والے انسانو!) تم رحم کرو زمین میں رہنے والوں کے)؛ زمین میں کون رہتے ہیں زمین میں کیڑے مکوڑے رہتے ہیں یا انسان رہتے ہیں؟ "زمین میں" میں سے مراد ظرفیہ ہے مکان کے لیے، اور فِی کا معنی ہے ہر طرف سے گھرا ہوا ہے۔

"الماء في الكأس" یعنی اس گلاس میں پانی ہے یعنی گلاس نے پانی کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، یعنی پانی گلاس کے اندر ہے۔

اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث میں کیا مراد لیتے ہیں کیڑے مکوڑوں پر رحم کرو آسمان میں رہنے والا تم پر رحم فرمائے گا یا زمین پر انسان جو ہیں اور حیوان جو ہیں ان پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا؟ فِی سے مراد کیا ہے عَلٰی ہے یا میں ہے؟ اوپر ہے یا "میں" اندر ہے؟

آپ نے ادھورا لے لیا ہے: پورے حروف کو چھوڑ دیا۔

جو یہ سمجھتے ہیں کہ ''فِي السَّمَاءِ'' کا معنی ہے آسمان کے اندر تو پھر یہ بھی لازم ماننا پڑے گا کہ ''فِي الأَرْضِ'' سے معنی ہے زمین کے اندر، اور اگر یہ معنی مستقیم نہیں ہوتا جیسا کہ سچ بات ہے کہ ''فِي'' سے مراد عَلَى ہے اور یہ عربی لغت کا قاعدہ ہے کہ حروف الجر ایک دوسرے کی جگہ لے لیتے ہیں، حرف لکھا کچھ جاتا ہے معنی دوسرے حرف کا ہوتا ہے جیسے فِي اور عَلَى؛ ''فِي الأَرْضِ'' سے مراد ہے عَلَى الارض، اور ''فِي السَّمَاءِ'' سے مراد ہے عَلَى السماء۔

اور وضاحت چاہیے اور دلیل چاہیے: سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 71: فرعون نے جب سولی پر چڑھایا جادو گروں کو کیا کہا فرعون نے؟

﴿وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمۡ فِيۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ﴾ یا "عَلَى جذوع النخل"؟ ﴿فِيۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ﴾۔

کیا سولی پر جب چڑھایا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) درختوں کے اندر یا درختوں سے اوپر کیا خیال ہے؟

سولی پر جب چڑھایا جاتا ہے درخت کے اندر دبا یا جاتا ہے انسان کو درخت کے اندر یا درخت کے اوپر لٹکا دیا جاتا ہے؟

اور فرعون نے کیا کیا تھا حقیقت کیا تھی درخت کے اندر یا درخت کے اوپر؟ درخت کے اوپر۔

تو یہاں پر بھی فِي ہے لیکن معنی کیا ہے؟ عَلَى ہے۔

اس حدیث میں معنی فِي کا معنی کیا ہے؟ عَلَى ہے۔

قرآن سے ثابت ہوا کہ فِي ہے کا معنی عَلَى ہے، حدیث سے ثابت ہوا کہ فِي ہے کا معنی عَلَى ہے کیوں ہٹ دھرمی سے اور تکبر سے کام کرتے ہو؟! مان لو بھئی فِي سے معنی عَلَى ہے۔

اچھا جب فِي سے معنی عَلَى ہے تو "عَلَى السماء وفوق العرش" میں کوئی فرق ہے؟

ایک منزل ہے ایک بلڈنگ ہے چھ منزلہ، میرا گھر اس چھ منزل کی چھت پر ہے ایک شخص مجھ سے سوال کرتا ہے کہ تم کہاں رہتے ہو؟ میں کہتا ہوں پانچویں منزل کے اوپر رہتا ہوں سچ ہے غلط ہے؟

دوسرا سوال کرتا ہے میں کہتا ہوں میں چھت کے اوپر رہتا ہوں سچ ہے غلط ہے؟

کوئی عقلمند کہہ دے کہ ان دونوں میں فرق ہے! فرق ہے یا صحیح جواب ہے؟ دونوں جواب صحیح ہیں یا کوئی غلط جواب ہے؟ سچ ہے کہ نہیں؟ جو پانچویں منزل سے اوپر رہتا ہے وہ چھت پر رہتا ہے کہ نہیں؟ بات تو وہی ہے۔

تو "عَلَى السماء" اور عرش کیونکہ آسمانوں سے بھی اوپر ہے سب سے بڑی اور سب سے آخری مخلوق ہے عرش جو ہے تو اللہ تعالیٰ عرش سے بھی اوپر ہے، تو "عَلَى السماء" بھی صحیح ہوا اور "فوق العرش" بھی صحیح ہوا کہ نہیں؟

(الحمد اللہ بات واضح ہوئی)۔

21-دلیل نمبر اکیس: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو لوگ زور سے تکبیر کہنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! تم اپنے آپ پر رحم کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو یقیناً تم ایسے اللہ کو پکار رہے ہو جو سننے والا قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے": کیا نئی بات ہے اس میں ؟! ریفرینس سنیں: صحیح مسلم والیم نمبر 2، پیج نمبر 1083 اور 1084، حدیث نمبر 2704 یہ حدیث صحیح ہے، جزاک اللہ خیر۔

کہتے ہیں: ''سَمِيعًا قَرِيبًا وهو معكُمْ'': یہ نئی بات ہے یہ تو پہلے بیان کر چکا ہوں آیات میں! جواب پہلے بھی دے چکا ہوں!
قرب کا معنی اور معیت کا معنی بار بار آرہا ہے یہ ابہام بھی میں ذرا دور کر دوں، آخری دلیل بچ گئی ہے۔

22-آخری دلیل نمبر بائیس: یہ پڑھ کر پھر بتاتا ہوں قرب اور معیت کے معنی پر بھی بات کرتا ہوں میں۔

دلیل نمبر بائیس: حضرت عبد الله بن معاوية رضي الله تعالیٰ عنه بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی کا تزکیۂ نفس کیا ہے یا رسول اللہ ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ جانے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہے"؛ سنن الکبری للبیہقی، والیم نمبر 4، پیج نمبر 95، 96 یہ حدیث صحیح ہے، بالکل یہی بات صحیح مسلم والیم نمبر 2، پیج نمبر 9، حدیث نمبر 3026 میں بھی ہے۔

(یہاں پر بھی معیت کا لفظ ہے کوئی نئی بات نہیں ہے)۔

وضاحت سے پہلے میں ذرا معیت پر بات کروں؛ لفظ معیت اور قرب کا جو بیان بار بار کرتے ہیں یہ لوگ: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو) (الحدید:4)۔

مع کا ایک سے زیادہ معنی ہے اور مختلف معانی ہیں مزے کی بات دیکھیں، استواء کا ایک سے زیادہ معنی ہے لیکن ایک ہے مترادفات، استواء کا لفظ اگر عَلَی حرف جَر سے ہو تو ایک ہی معنی بلندی کا معنی ہے فوقیت کا معنی پایا جاتا ہے، معیت اور قرب کا معنی ان دونوں کا ابھی بیان کروں گا میں کہ سیاق اور سباق سے پتہ چلتا ہے کہ معنی بالکل تبدیل ہے دوسرا معنی ہے۔

چند مثالیں لیتے ہیں پہلی معیت کی بات کرتے ہیں:

(ا) کیا معیت میں یہ لازم ہے اختلاط کہ دونوں ایک وقت میں ایک ساتھ جڑے ہوئے ہوں مختلط ہوں کیا لازم آتا ہے؟

میں کہتا ہوں کہ میں جدہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوں "مع أهلي" سچ ہے غلط ہے؟ کیا وہ اس وقت میرے ساتھ ہیں؟ نہیں۔ تو سچ کیسے ہے بھئی؟! کبھی کہتے ہو سچ ہے پھر کہتے ہو نہیں! بات سچ ہے لیکن معیت سے وہ مراد نہیں ہے جو لوگ یہ سمجھتے

ہیں کہ معیت سے ہمیشہ مراد یہ ہے کہ ساتھ ہو اور آپ کے قریب ہو، آپ سے اِن ٹچ (In Touch) ہو تو معیت کا یہ معنی اِن ٹچ (In Touch) میں بھی ہوتا ہے اور ساتھ (مع) کا معنی آپ سے دوری میں بھی ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) ایک فوجی کمانڈر اپنی فوج سے بٹالین سے کہتا ہے ٹیلیفون کے ذریعے کہ آگے بڑھو میں تمہارے ساتھ ہوں اور خود اپنے کمرے میں بیٹھا ہے کمانڈ دور سے کر رہا ہے سچ ہے کہ غلط ہے؟ سچ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ او بھئی تم کہاں ہو اُن کے ساتھ ہو جھوٹ بولتے ہو اُن کے ساتھ تو نہیں ہو تم؟! حقیقتاً ساتھ ہے کہ نہیں؟ ساتھ ہے۔

(۳) تیسری مثال: رات کا وقت تھا میں نے سفر کیا مکہ سے جدہ کی طرف چاند کے ساتھ اور ہمارے خضر بھائی نے سفر کیا مدینہ سے مکہ کی طرف چاند کے ساتھ، اور ہمارے اعجاز بھائی نے سفر کیا کراچی سے لاہور کی طرف چاند کے ساتھ تینوں نے سفر کیے مختلف لیکن چاند سب کے ساتھ ہے دنیا میں چاند کتنے ہیں؟ چاند ایک ہے اور ہے سب کے ساتھ، میرے بھی ساتھ اِن کے بھی ساتھ اُن کے بھی ساتھ کیا جملہ غلط ہے یا صحیح ہے؟ یہ سارے جملے صحیح ہیں یا غلط ہیں؟ یہ جملے سارے ٹھیک ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ چاند چھوٹی سی مخلوق ہے مخلوق آسمان پر رہتے ہوئے ہمارے ساتھ ہو سکتی ہے خالق جلّ شانہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر مستوی ہو کر ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا؟!

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر:2): اللہ تعالیٰ سے ڈرو واللہ! بات اللہ تعالیٰ کی ذات کی ہو رہی ہے یعنی انتہا ہے ہٹ دھرمی کی واللہ کہ لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے! اپنی آنکھوں سے ابھی باہر نکل کر دیکھنا چاند کو ذرا ہر بندہ اپنے گھر جائے گا اور چاند اس کے ساتھ ہو گا، وہ ہے اپنی جگہ پر آسمان میں۔

"السماء الدنیا": یہ آسمان جو نظر آ رہا ہے یہ بہت چھوٹا سا آسمان ہے یہ قریب ترین زمین کے اور سارے آسمانوں سے سب سے چھوٹا ہے اس کے بعد پھر اُس سے بڑا پھر اُس سے بڑا پھر عرش سب سے بڑا ہے یہ چھوٹی سی مخلوق ہمارے ساتھ ہو سکتی ہے سب کے ساتھ ہو سکتی ہے آسمان میں ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ جلّ شانہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتے؟!

(۴) تو معیت کی اور مثال: "شربت الشاي مع اللبن يا مع الحليب": یہ چائے میرے ہاتھ میں ہے چائے اور دودھ "الشاي مع الحليب" صحیح ہے غلط ہے؟ تو اس میں معیت کے لفظ سے اختلاط ہے کہ نہیں؟ دونوں مختلط ہیں کہ نہیں؟

اب معیت (ساتھ) دو چیزوں کو مختلط مکس نہیں کر دیتی ہے، معیت (ساتھ) ہونے کے باوجود دوری کا معنی بھی پایا جاتا ہے تو پھر تم لوگوں نے صرف ایک معنی کیوں لیا دوسرے کیوں چھوڑ دیئے؟ چاند کو دیکھ لیا کرو رات کو سونے سے پہلے ہو سکتا ہے کہ عقل آ جائے۔

قرب کی بات کرتے ہیں دوسرا معنی جو ہے، قرب: ﴿نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ﴾ (ق:16): اور قرب کے اکثر یہاں پر دلائل بیان کیے گئے ہیں، قرب صرف قربِ مکان نہیں ہوتا قرب کے تقریباً سات یا آٹھ مختلف معنی ہیں ان میں سے کچھ قرآن مجید میں بھی بیان کیے گئے ہیں اکثر جو ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

(۱)"قرب الزمان"(زمانے کے اعتبار سے قرب): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ①﴾ (القمر:1): قیامت قریب ہوئی تو اس قرب سے کیا مراد ہے جگہ یا زمانہ؟ زمانہ۔

(۲)"قرب المكان": ﴿اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا﴾ (التوبہ:28): ﴿فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ﴾ (کہ مشرکین نجس ہیں ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام میں داخل نہ ہوں)؛ منع کر دیا گیا ہے جگہ کے اعتبار سے ہے کہ نہیں؟ جگہ کے اعتبار سے بھی ہے۔

(۳)"قرب النسب"(رشتہ داری): فلاں میرے قریب ہے رشتے دار ہے کہ نہیں؟ قریب کسے کہتے ہیں رشتے دار کو بھی کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟

قرآن مجید سے دلیل دیکھ لیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى﴾ (النساء:36): ﴿الۡقُرۡبٰى﴾ کون ہیں؟ قریبی رشتے دار۔

(۳)"قرب الحظوة والمكانة"(شرف کے اعتبار سے قرب): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے: ﴿وَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ﴾ (میرے قریبوں میں سے ہے)(آل عمران:45)؛ یعنی شرف کے اعتبار سے بڑا بلند درجہ ہے میرے پیارے نبی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا میرے قریبوں میں سے ہے۔

ایک بادشاہ کہتا ہے فلاں میرے قریبوں میں سے ہے؛ ضروری نہیں کہ رشتے دار ہو لیکن اس کا شرف بیان کر رہا ہے کہ یہ بادشاہ کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس کے قریب ہے۔

(۴)"قرب القدرة": بچہ جب کوئی غلطی کرتا ہے آپ منع کرتے ہیں پھر بھی غلطی کرتا ہے آپ کیا کہتے ہیں میں تمہارے قریب ہوں؟ یعنی میں تمہیں پکڑ بھی سکتا ہوں سزا بھی دے سکتا ہوں یعنی تمہارے اوپر قادر ہوں کہ نہیں؟ لفظ قرب کا استعمال کیا معنی مراد کیا ہے؟ یعنی تمہارے قریب بیٹھا ہوں تمہیں دیکھ رہا ہوں جا کر کرو جو کچھ کرنا ہے میں خوش ہوں یا اس کا معنی ہے کہ میں تمہارے قریب ہوں یعنی تمہیں پکڑ بھی سکتا ہوں تمہیں سزا بھی دے سکتا ہوں معنی کیا ذہن میں آتا ہے پہلا یا دوسرا؟ دوسرا

معنی آتا ہے، اور یہی معنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں: ﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں) (ق:16)۔ یعنی اگر کوئی بھی گناہ کرتے ہو تو ہماری پکڑ سے بچ نہیں سکتے ہو تم (سبحان اللہ)۔

(۵) "قرب إجابة الدعوة" (دعا کی قبولیت کا قرب): یہ بھی ایک معنی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ﴾ (البقرۃ:186): کیا مطلب ہے اپنی ذات سے قریب ہے یا دعا کی استجابت بہت قریب ہے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کی دعا کی استجابت کرے گا اور دعا قبول کرے گا معنی کیا مراد ہے؟ دعا قبول کرے گا (سبحان اللہ)۔

(٦) ایک اور قرب کا معنی ہے: "قرب الاثابة للمؤمنين و الطائعين": کہ معنی ثواب کا ہے لیکن لفظ قرب کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ سبحان اللہ (الاعراف:56): کیا مطلب ہے ﴿مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ؟ کہ محسنین کو اللہ تعالیٰ جزا دینا چاہتا ہے۔

مختلف معنی ہیں قرب کے میرا سوال یہ ہے کہ ان سات میں سے چھ کو چھوڑ کر ایک کیوں لے لیا قرب مکان کیوں لیا ہے؟ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ پہلے فتویٰ دیا بد عقید گی پھیلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے دلیل نہیں ملی دلیل ڈھونڈنے کی کوشش کی تو کیا ملا؟ قرب کے معنی میں سے مکان کا معنی ملا لے لیا باقی چھ معنی چھوڑ دیئے۔

اب معیت کے مختلف معنی ہیں ایک سے زیادہ، قرب کے مختلف معنی ہیں ایک سے زیادہ، تشابہ قرب کا لفظ ہے معیت کا لفظ ہے یا استویٰ کا لفظ ہے اللہ کے لیے مجھے بتائیں؟!

اے عقل مندو! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں تھوڑا سا غور و فکر کریں اور اللہ کے لیے مجھے جواب دیں کہ استویٰ لفظ جو قرآن مجید میں مختلف تاکیدات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ﴿عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ سات مرتبہ تاکید کی گئی ہے یہ تشابہ ہے یا قرب اور معیت کا لفظ تشابہ ہے؟!

اگر تشابہ کہتے ہیں تو ان دونوں میں سے کون سا لفظ تشابہ ہے؟ اور جب بات تشابہ کی آتی ہے تو پھر اہل زیغ جن کے دل میں کوئی مصیبت ہے کوئی بیماری ہے وہ کیا کرتے ہیں؟ تشابہ کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ان کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

یہاں پر کیا ہوا اب کس کے دل میں زیغ ہے؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستویٰ ہے "كما يليق بجلاله سبحانه وتعالیٰ" جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے بغیر کیفیت بیان کرنے کے بغیر مثلیت بیان کرنے کے بغیر انکار کے اور بغیر تعریف اور تاویل کے یہ لوگ اِن لوگوں کے دلوں میں زیغ ہے یا اُن لوگوں کے دلوں میں زیغ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟!

اگر آج جواب نہیں ہے تو واللہ کل جواب نہیں ملے گا آپ لوگوں کو، ابھی اپنا محاسبہ کر کے جواب دیں ورنہ پھر کل موقع نہیں ملے گا جواب دینے کا!

"وضاحت": اب وہ وضاحت کر رہے ہیں ان احادیث کی وضاحت کر رہے ہیں، یہ دیکھیں ذرا وضاحت کا صفحہ ہے کہتے ہیں: "ان احادیث سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات آسمانوں میں ہے اور بندوں سے قریب تر بھی ہے (پھر ذات کی بات یہاں پر بیان کی ہے اور یہاں پر پھر کیفیت بیان کی جا رہی ہے) کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات صرف عرش پر ہے اور عرش کے علاوہ کہیں بھی نہیں ہے"۔

یہ ساری کی ساری آیات کیا ہیں؟ اور قرب، معیت کے معنی میں جس میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اس کی وضاحت بھی ہو چکی ہے کہ ایک سے زیادہ معنی ہیں تم لوگ ایک معنی کو لے کر اپنی مرضی سے معنی نکالتے ہو ہم کیا کریں؟!

آپ لوگوں نے کہا ہے "کہ ان آیات یعنی کوئی آیت کوئی حدیث نہیں ہے جس میں یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ صرف عرش پر ہے اور کسی اور جگہ پر نہیں ہے"؛ جگہ کی بات خود کر رہے ہیں، نفی بھی کر رہے ہیں جگہ کی بات بھی خود کر رہے ہیں! اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں صرف عرش پر ہے اختلاف ہوا کہ نہ ہوا؟

تمہارے پاس آیات احادیث ہیں اور ہمارے پاس آیات احادیث ہیں اگرچہ دلائل آپ کے اندر میں سے میں نے دے دیئے ہیں کوئی نئی چیز میں نے بیان کی ہے؟! ایک دلیل باہر سے کوئی بیان کی میں نے؟! یہی دلیل آپ کی جو ہے۔

ان نصوص میں ہمارا اختلاف ہوا ہے آپ لوگوں کا اور ہمارا کون فیصلہ کرے گا؟ "فہم السلف، سلف الصالحین"؛ سلف الصالحین فیصلہ کریں گے۔

سلف الصالحین کون ہیں؟ صحابہ کرام ہیں، تابعین، اتباع تابعین "ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين": یہ پہلے بہترین زمانے کے تین لوگ جن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ": جیسے صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد میں آنے والا پھر اس کے بعد میں آنے والا۔

تین بہترین زمانے اُن میں سے میں زیادہ بات نہیں کرتا آپ ہی کے امام کی بات ہے، ہم اپنے اماموں کی بات کرتے ہیں اپنے علماء کی بات کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نہیں، یہ وہابی ہیں سارے چھوڑیں ان کو! ٹھیک ہے یہ کتاب ہے: "أصول الدين عند الإمام أبي حنيفة رحمة الله عليه": امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کہاں ہے ابھی بتاتا ہوں میں۔

پہلے تو یہ کتاب جو ہے "أصول الدين عند الإمام أبي حنيفة": یہ شیخ محمد بن عبد الرحمٰن الخميس حفظہ اللہ نے لکھی ہے اور یہ کتاب جو ہے پی ایچ ڈی کا تھیسز (Thesis) تھا جو شیخ صاحب کا موضوع تھا یہ اور انہوں نے آنرز جو ہے یہ پی ایچ ڈی پاس کی ہے اس تصنیف کی اور اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف کتابوں سے مختلف تصنیفات سے ان کا عقیدہ بیان کیا ہے اور اس کتاب کے صفحہ نمبر 307 میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ یہاں پر بیان کرتے ہیں: "صفت العلو" کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں سے "العلو" اللہ تعالیٰ بلندی پر ہے اس کا ثبوت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں یعنی عرش پر ہے، اور اس کی دلیل امام صاحب فرماتے ہیں کہ جو یہ نہیں جانتا کہ میرا ربّ آسمان میں ہے یا زمین میں ہے وہ کافر ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ عرش پر ہے لیکن مجھے نہیں پتہ وہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو ایسا شخص کافر ہے"۔

اور اس کا ریفرینس بیان کرتے ہیں: فقہ الأبسط میں یہ قصہ موجود ہے اور شرح عقیدۃ الطحاویۃ جو ابھی میں بیان کروں گا اس میں بھی یہ قصہ موجود ہے۔

پھر کہتے ہیں: " وقال: للمرأة التي سألت أين الهك الذي تعبده" ایک عورت نے سوال کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تمہارا معبود کہاں ہے جس کی تم عبادت کرتے ہو؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ آسمان میں ہے زمین پر نہیں ہے؛ تو ایک شخص نے کہا عرض کی کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحديد:4)؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ ایسی بات اللہ نے فرمائی ہے جیسا کہ تم لکھتے ہو کسی شخص کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں جبکہ تم اس سے دور ہوتے ہو غائب ہوتے ہو"۔

اس کا ریفرینس الاسماء وصفات امام بیہقی رحمۃ اللہ کی تصنیف ہے صفحہ 429 امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی تعلیق کرتے ہوئے: "لقد أصاب أبو حنيفة رضي الله عنه": امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صحیح جواب دیا بالکل صحیح ہے کہ اللہ عز و جل سے نفی کی گئی ہے کہ وہ زمین پر ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ زمین پر نہیں ہیں) اور یہ جو معنی بیان کیا ہے اس آیت کریمہ کا یعنی ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ کا معنی جو ہے یہ بالکل صحیح ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یعنی زمین میں نہیں ہے۔

اور پھر دلائل پیش کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بہت سارے دلائل بیان کیے ہیں۔

بہر حال؛ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے فرش پر نہیں ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے۔

کہتے ہیں: "یہ ہم نہیں مانتے"۔

یہ شرح عقیدۃ الطحاویۃ امام ابو جعفر الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عقیدہ لکھا ہے اس عقیدے کی ابتداء میں وہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ صرف میرا نہیں ہے یہ عقیدہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ،اور امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ ان سارے اماموں کا عقیدہ ہے۔

اور یہ تین نام جو ہیں مذہب حنفی کے سردار ہیں سب سے بڑے امام ہیں یہ تینوں اور جس کی یہ غلط فہمی بیان کر رہا ہوں یہ بھی حنفی بھائی ہیں تو یہ آپ دیکھ لیں ذرا یہ بھی ایک حنفی عالم ہیں کہتے ہیں اس عقیدے کی ابتداء میں کہ یہ صرف میرا عقیدہ نہیں ہے جو اس کتاب میں بیان کی گیا ہے یہ عقیدہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ، قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے
۔

یعنی احناف کا یہ عقیدہ ہے متقدمین کا یہ عقیدہ ہے، مجملاً بالکل حق ہے اور اس میں جو بیان کیا گیا ہے اجمالی طور پر حق ہے اور اس میں بھی بڑے پیارے انداز سے بڑے پیاری وضاحت سے یہ بات بیان کی گئی ہے صفحہ نمبر 214 یہ جو نسخہ میرے ہاتھ میں ہے امام ابو جعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وهو مستغن عن العرش وما دونه"(اللہ تعالیٰ غنی ہے عرش سے اور عرش کے علاوہ ہر چیز سے)۔یعنی جب اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے تو اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کا محتاج ہے اگر عرش کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ گر پڑے گا زمین پر (نعوذ باللہ)؛ ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ غنی ہے بے پرواہ ہے عرش سے بھی اور عرش کے علاوہ پوری مخلوق سے بے پرواہ ہے۔"محيط بكل شيء"(ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے احاطہ کیا ہوا ہے)"وفوقه": لفظ کیا ہے فوق کا کیا معنیٰ ہے اوپر ہے کہ نہیں؟"وفوقه"(وہ ہر چیز سے اوپر ہے)"وقد أعجز عن الإحاطة خلقه"(اور اپنی خلق کو عاجز کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ کر سکے (مخلوق احاطہ نہیں کر سکتی اللہ تعالیٰ کا))۔

امام ابن أبي العز رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے شرح کی ہے عقیدۃ طحاویۃ کی امام ابن أبي العز رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری اس کی تشریح کرتے ہیں پھر دلائل بھی بیان کرتے ہیں فوق کو ثابت کرتے ہیں،اب میں یہاں سے کیا بیان کروں میں نے اس کی شرح کر دی ہے پہلے تو وہاں سے بے شک عقیدۃ طحاویۃ کی شرح سے جو ہے آپ پھر وہ لے لینا جو کلپ ہے یہ سُن لینا لیکن آپ یہ دیکھیں یہاں پر فرماتے ہیں صفحہ نمبر 219 میں:"ومن سمع حديث رسول صلى الله عليه وسلم وكلام السلف "(امام ابن أبي العز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنی ہے اور سلف کا کلام سنا ہے)"وجد منه في إثبات الفوقية ما لا ينحصر"(تو اس سے وہ اللہ تعالیٰ فوق ہے اثبات فوقیت ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ یعنی عرش پر ہیں اتنے دلائل اسے ملیں گے جن کو وہ حصر نہیں کر سکتا)۔

گن نہیں سکتا اتنے زیادہ دلائل ہیں احادیث میں اور سلف کے اقوال میں یعنی فوقیت کا لفظ مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

پھر یہاں پر دلائل پیش کیے ہیں اٹھارہ (18) تقریباً اور ایک سے زیادہ دلیلیں ہیں ایک پوائنٹ میں، تفصیل آپ سُن لینا بعد میں ۔یہ امام ابن أبي العز الحنفی شرح العقیدۃ الطحاویۃ میں بیان کر رہے ہیں آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں:"وكلام السلف"(اور سلف کا کلام)"في إثبات صفة العلو كثير جداً"((یہ تو احادیث ہیں دلائل ہیں)اب سلف کے اقوال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر عرش پر ہے بہت ہی زیادہ ہیں جو شیخ صاحب بیان نہیں کر سکتے مطلب یہ ہے)"فمنه"(اُن میں سے ایک روایت ہے)؛اور بڑی خطرناک روایت ہے، خطرناک سے مطلب یہ ہے میرا کہ جو انکار کرتے ہیں میں حیران ہوتا ہوں کہ اس دلیل کے بعد بھی وہ انکار کرتے ہیں!

دیکھیں دلیل کیا ہے فرماتے ہیں:"ما روى شيخ الإسلام أبو إسماعيل الأنصاري في كتابه الفاروق"(شیخ الاسلام(آپ لقب دیکھیں)ابو اسماعیل انصاری اُن کی کتاب ہے الفاروق)"بسنده إلى أبي مطيع البلخي"(پوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں)"أنه سأل أبا حنيفة"(کس سے سوال کیا گیا؟امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ سے سوال کیا گیا)؛کیا سوال کیا گیا؟"قال: لا أعرف ربي في السماء أم في الأرض؟"(ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے نہیں پتہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے یا زمین پر ہے؟)"فقال"(امام ابو حنیفہ جواب میں فرماتے ہیں)"قد كفر"(ایسا شخص کافر ہے)"لأن الله يقول"(کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (الرحمٰن عرش پر مستوی ہوا)(طہ:5)۔

یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے میرا قول نہیں ہے، آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں تو سُن لیں:"وعرشه فوق سبع سماوات"(اور اللہ تعالیٰ کا عرش ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے)"قلت"(پھر سائل نے کہا)"فإن قال: إنه على العرش"((اب سائل پھر کہہ رہا ہے) اگر وہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے یہ تو مان لیا ہے)"ولكن يقول: لا أدري العرش في السماء أم في الأرض؟"(لیکن یہ پتہ نہیں ہے کہ عرش سے مراد آسمان والا عرش ہے یا زمین والا عرش ہے؟(عرش آسمان پر ہے یا زمین پر ہے یہ پتہ نہیں ہے))؛ امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:"قال: هو كافر"(فرماتے ہیں یہ بھی کافر ہے)۔

کیوں؟وجہ بھی ہے فرماتے ہیں؛"لأنه أنكر أنه في السماء"اللہ اکبر:" لأنه أنكر أنه في السماء"(کیونکہ اُس نے انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے)؛جو یہ انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کے نزدیک کیا ہے؟کافر ہے۔

دیکھیں ہم کہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں تکفیری ہیں، آپ کے اپنے امام کا قول ہے میں صرف نقل کر رہا ہوں، کتاب آپ لوگوں کی ہے "شرح العقیدۃ الطحاویۃ" عربی نسخہ میرے پاس ہے صفحہ نمبر 288 میں یہ لکھا ہوا ہے، فرماتے ہیں:"لأنه أنكر أنه في السماء، فمن أنكر أنه في السماء فقد كفر":اور جو بھی یہ انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے وہ کافر ہے۔

"وزاد غيره"(اور امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کے علاوہ بعض دوسرے علماء کہتے ہیں)"لأن الله في أعلى عليين، وهو يدعى من أعلى، لا من أسفل"(کیونکہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے یعنی اوپر کی طرف ہاتھ اٹھا کر دیکھ کر)"لا من أسفل"(نیچے کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی جاتی)۔"انتهى": یہاں تک امام ابو حنیفہ کا قول ختم ہو گیا جو امام ابو اسماعیل انصاری نے نقل کیا اپنی کتاب الفارق میں یہاں تک اُن کی بات ختم ہوئی۔

پھر آپ لوگ کہتے ہیں: "کہ ہم اصول میں اُشعری ماتریدی ہیں اور فروع میں حنفی ہیں"۔

میرے پاس کتاب ہے "الابانۃ عن أصول الدیانۃ امام ابوالحسن الأشعری رحمۃاللہ علیہ": امام ابوالحسن الأشعری رحمۃاللہ علیہ پہلے معتزلی تھے چالیس سال پھر توبہ کی، پھر کلابی مذہب اپنایا ہے جو آج اُشعری کے نام سے معروف ہے، پھر کلابی مذہب سے بھی توبہ کی اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کو اپنایا ہے اور یہ تصنیف انہوں نے لکھی ہے توبہ کرنے کے بعد، اور اس کے ساتھ دوسری تصنیف ہے "مقالات الاسلامیین" وہ بھی اِن کی تصنیف ہے وہ بھی توبہ کے بعد انہوں نے لکھی ہے۔

اس کتاب میں صفحہ نمبر 14 میں شروع میں لکھتے ہیں: "فإن قال قائل"(اگر کوئی شخص ہم سے یہ کہے)"قد أنكرتم قول المعتزلة والقدرية والجهمية والحرورية والرافضة والمرجئة، فعرفونا قولكم الذي به تقولون وديانتكم التي بها تدينون"(جب تم نے سب کا انکار کیا معتزلہ کا قدریہ کا جہمیہ حروریہ رافضہ مرجئہ اِن ساروں کا جب آپ نے ردّ کیا ہے کہ یہ سب بدعقیدہ لوگ ہیں (اور یہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں، اسماء صفات کے انکار کرنے والے تاویل کرنے والے ہیں) تو پھر تمہارا کیا عقیدہ ہے ؟!)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں پوائنٹ نمبر 27 میں: "وان الله استوىٰ على العرشه كما قال تعالىٰ: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾" (اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے)۔

اور پھر اسی طریقے سے دوسری جو صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت، اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھوں کی صفت ہے اس کا اقرار کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں: "وأن له سبحانه عينين بلا كيف": بغیر کیفیت کے۔

کیا تم لوگ مانتے ہو پھر یہ باتیں ساری؟! یہ بھی نہیں مانتے ان کو چھوڑیں۔

آپ کے ایک اور عالم ہیں العلامہ الشیخ علی بن سلطان محمد القاریؒ کون ہیں یہ؟ ملا علی قاریؒ "إبطال القول بوحدة الوجود" جو انہوں نے تصنیف لکھی ہے وحدت الوجود کا ردّ کیا ہے اور "ونقض نصوص بن عربي": ابن عربی کی فصوص الحکم ہے (ابن عربی نے بھی انتہا کر دی ہے نا: کہ اللہ تعالیٰ بلندی پر نہیں ہے عرش پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، پھر ہر جگہ حل ہو چکا ہے، پھر ہر چیز اللہ تعالیٰ ہے؛ نعوذ باللہ) اور فصوص الحکم میں واضح طور پر بیان کیا ہے یہاں تک کہ اس نے نعوذ باللہ کوئی چیز چھوڑی نہیں ہے! اتنی کفریہ باتیں ہیں کہ بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے!

ہم اگر بات کریں تو بُری لگتی ہے ٹھیک ہے آپ کا عالم ہے یہ ملا علی قاریؒ نے ردّ کیا ہے وحدت الوجود کا ردّ کیا ہے اور ابن عربی کی فصوص الحکم کا بھی ردّ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ بد عقیدگی ہے کفر یہ عقیدہ ہے یہ۔

نہیں بات سمجھ میں آئی ایک اور ہے اسے کہتے ہیں یہ کتاب ہے: **"الرفع والتكميل في الجرح والتعديل للامام أبو الحسنات محمد بن عبد الحي اللكنوي الهندي"**: **عبد الحی لکھنوی صاحب** محدث سمجھے جاتے ہیں حنفیوں کے یہ اُن کی کتاب ہے صفحہ نمبر 385 میں کہتے ہیں: حنفی جو ہے ایسا فرقہ ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی تقلید کرتا ہے فروعی مسائل میں اور مسلک اختیار کرتے ہیں مسائل شرعیہ میں چاہے موافقت کریں اصول میں عقائد میں یا مخالفت کریں حنفی باقی رہتے ہیں (اصول لیں یا نہ لیں حنفی پھر بھی حنفی رہتا ہے امام صاحب کے اصول چھوڑ بھی دے) "فإن وافقته يقال لها "الحنفية الكاملة"" (اگر موافق ہوں امام ابو حنیفہ کے اصولوں میں بھی تو انہیں کہتے ہیں کامل حنفی) "وإن لم توافقه يقال له "الحنفية"" (اور اگر موافق نہ ہو اصول میں انہیں صرف حنفی کہا جاتا ہے (ناقص کا لفظ نہیں استعمال کیا پھر مصیبت پڑ جاتی ہے ناور نہ کامل کی ضد میں کیا ہوتا ہے؟ جب کامل حنفی ہے تو دوسرا کیا ہے؟ ناقص حنفی ہے)) ""الحنفية" مع قيد، يوضّح مسلكه في العقائد" (لیکن حنفی نہیں کہتے اس کے ساتھ قید بھی لگتی ہے) "الكلامية" (کلامی عقائد میں) "فكم من حنفيٍ حنفيٌّ في الفروع معتزلي عقيدةً ..." (فروع میں حنفی عقیدے میں معتزلی ہیں) "كالزمخشري" (زمخشری جیسا جس کی الکشاف ہے)؛ اور بعض حنفی جو ہیں مرجئ ہیں یا زیدی ہیں اصلاً اصول میں، "وبالجملة فالحنفية لها فروع باعتبار اختلاف العقيدة" (حنفیوں کے بہت سارے فروع ہیں عقیدے کے اعتبار سے) "فمنهم الشيعة" (عجب بات ہے شیعہ بھی حنفی ہیں! (وہ خود کہتے ہیں میں نہیں کہہ رہا یہ آپ کا عالم کہہ رہا ہے فمنهم الشيعة")) "ومنهم المعتزلة ومنهم المرجئة فالمراد بالحنفية هاهنا هم الحنفية المرجئة" (اس سے مراد حنفی مرجئہ ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی فروع میں اتباع کرتے ہیں تقلید کرتے ہیں اور اصول میں مخالفت کرتے ہیں اور مرجئہ کی موافقت کرتے ہیں)۔

تو آپ یہ دیکھ لیں کہ آپ مرجئہ کی موافقت کر رہے ہیں یا امام صاحب کی موافقت کر رہے ہیں۔

میں یہ اس لیے بات بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ یہ کتاب کتنی اہم ہے عقیدۃ الطحاویۃ جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کے جو ممتاز شاگرد ہیں وہ ان کے ساتھ ہیں عقیدے میں یہ کامل حنفی ہے؛ اگر حنفی رہنا ہی ہے تو پھر کامل حنفی بنو ناقص کب تک رہو گے بھئی؟! اور اس ناقص حنفیت کا پھر فائدہ کیا ملنے والا ہے آپ کو جب عقیدے میں آپ نے اختلاف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے بھی اپنے امام سے اختلاف کیا ہے تو پھر کس چیز میں موافقت آپ کی باقی رہتی ہے؟! نماز میں روزے میں طہارت کے مسائل میں کیا کام آئے گا آپ کا یہ اتفاق اپنے امام کے ساتھ؟! یہ موافقت کیا کام آئے گی؟! جب اصول نہیں رہے تو فروع کیا ہے سب سے پہلے سوال کس چیز کا ہو گا؟!

﴿اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ﴾ (الشعراء:92)﴿مَاذَآ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ﴾ (القصص:65)اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نہیں؟

﴿اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ﴾: کس کی عبادت کرتے تھے کہاں ہے ذرا دکھاؤ تو سہی؟

سب سے پہلا سوال لاإلہ إلااللہ کا ہوگا، دوسرا سوال محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہوگا۔

﴿اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ﴾ "لاإلہ إلااللہ" ﴿مَاذَآ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ﴾ "محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" کلمہ توحید کا سوال ہوگا فروع تو بعد میں آئیں گے نا۔

اعمال میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا تو اعمال میں سے پہلا سوال ہوگا یا عقیدے کا پہلا سوال ہوگا؟!

تو اللہ تعالیٰ سے ڈریں اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں نہ تو یہ عقیدہ امام ابو حنیفہ کا ہے نہ ان کے شاگردوں کا ہے اور نہ ہی ابوالحسن الأشعری کا عقیدہ ہے، آپ کی مرضی ہے آپ نے پھر جس عقیدے کو اپنانا ہے اپنا لیں، یہ آپ کے بڑے امام ہیں ہماری بات ویسے ہی بُری لگتی ہے ہماری بات نہ سنو اِن کی بات سن لو، یہ ایک اور بھی آپ کا عالم ملا علی قاریؒ جو ہے ان کی بات بھی ہے۔

پھر کہتے ہیں احادیث کی وضاحت میں: "کوئی آیت یا حدیث نہیں (میں بیان کر چکا ہوں) یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر جگہ ہے یہ دراصل (اب دیکھیں یہ اصل معاملے کی طرف آئے ہیں صفحہ نمبر 10 میں، دس صفحات میں ویسے پریشان کیا اپنے آپ کو پھر دسویں صفحے پر کہتے ہیں) اس آیت کا ترجمہ ہے ﴿فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ﴾ (البقرۃ:115)۔

آیت کا ترجمہ ہے یعنی مذاق کر رہے ہو یا مذاق اڑا رہے ہو مجھے نہیں پتہ کیا کر کیا رہے ہو تم لوگ؟! ﴿فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ﴾ اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! یا یہ تمہاری بدعقیدگی ہے سچ کیوں نہیں بتاتے ہو؟! کہو کہ ہمارا عقیدہ ہے چھپاتے کیوں ہو ڈرتے ہو! ویسے ہی بے پردہ تو ہو گئے نا اب ڈرنا کس چیز کا ہے مجھے سمجھ نہیں آرہی؟!

"تم جہاں چہرہ کرو وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا چہرہ ہے (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 115) یعنی اللہ کی ذات (دیکھیں پھر سے) کسی مکان کے ساتھ مقید نہیں ہے"۔ عجب سی بات ہے ہر جگہ بھی کہتے ہو پھر جگہ کا مقید بھی نہیں ہے مطلب کیا ہے مجھے ذرا سمجھاؤ تو سہی؟! جگہ کی قید سے پاک ہے اور ہر جگہ بھی ہے ذرا سمجھاؤ تو سہی کہنا کیا چاہتے ہو؟!

جہم بن صفوان نے کہا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے: سب سے پہلے کس نے کہا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟ معتزلی آئے اور بعض جہمی نے بھی یہ کہا "کہ اللہ تعالیٰ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے"؛ کہاں ہے پھر؟ کہیں نہیں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہی نہیں ہے؛ پھر یہ صاحب آکر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ عرش پر بھی ہے فرش پر بھی ہے یعنی ہر جگہ ہے (إنالله وإناإليه راجعون)۔

چوتھی وضاحت حدیث کی کرتے ہیں: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیکھنا (اب ذرا غور سے سنیں کہتے ہیں) چیز کو گھیرے ہوئے ہے لہذا اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں ہو یا شراب خانے میں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر سے غائب نہیں ہے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت ہے اور صفت بغیر موصوف کے نہیں پائی جاتی ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ بیت الخلاء میں بھی ہے شراب خانے میں بھی ہے، اگر آپ کہتے ہیں کہ صفت الگ ہے موصوف سے صفت سے یعنی اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو بھی بیت الخلاء میں ہے یا شراب خانے میں ہے ہر جگہ پر ہے یعنی اپنی ذات سے موجود نہیں ہے پھر تو اپنی بات کا ردّ کر رہے ہو، اور اگر کہتے ہو نہیں کہ کوئی ذات بغیر صفات کے ذات ہوتی ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر بھی ہے اور خود بھی موجود ہے جیسا کہ ذات کی بات آپ نے بار بار کہی ہے تو کیا بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ موجود ہے شراب خانے میں اللہ تعالیٰ موجود ہے؟!

میرے بھائی! بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا حرام ہے (ذکر کرنا صرف)، اللہ کا نام لینا بیت الخلاء میں حرام ہے، تو اللہ تعالیٰ کا وجود پھر کیسے ممکن ہے؟!

پھر آگے لکھتے ہیں: "ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی حیثیت کرسی کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے بڑے چٹیل میدان میں انگوٹھی کی یا رنگ کی حیثیت ہوتی ہے، اسی طرح کرسی کی حیثیت عرش کے مقابلے میں ایسی ہوتی ہے جیسے بڑے چٹیل میدان میں انگوٹھی کی یا رنگ کے جیسے ہوتی ہے"۔

پھر تفسیر بیان کرتے ہیں تفسیر قرآن عظیم ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی، عجب بات دیکھیں واللہ ناانصافی کی انتہا دیکھیں! "امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿اَلرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ : فرماتے ہیں کہ اس میں مختلف اقوال موجود ہیں صحیح قول وہ ہے جو سلف کا قول ہے صحیح قول جو اپنانا چاہیے وہی ہے جو سلف کا قول ہے"۔

سلف کا قول کیا ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! اگر ہوتا تو واللہ یہاں پر ضرور بیان کرتے ایک بھی نہیں ملتا، آپ کے اپنے اسلاف جو ہیں جن کا آپ نے عقیدہ چھوڑا ہے تو ہمارے اسلاف کی بات کیا کریں گے اگرچہ ہمارے بھی سلف ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لیکن آپ تو خود کہتے ہو ہم حنفی ہیں آپ نے ان کے عقیدے کو چھوڑا ہوا ہے!

تو امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی اگر تفسیر اتنی عزیز ہے آپ کو پھر میرے بھائی پوری تو پڑھو ادھوری کیوں پڑھتے ہو؟! اور یہ کس نے کہا ہے کہ یہ باتیں درست ہیں؟! کئی احادیث اس میں آئیں جن میں کرسی کی عظمت نظر آتی ہے آسمانوں کے سامنے اور عرش کی عظمت آتی ہے کرسی کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت پھر کہاں گئی ہے؟! کیسے سوچ سکتے ہو جو ان ساتوں آسمانوں اور کرسی اور عرش سے بھی بلند ہے وہ کس طریقے سے اس زمین میں آسکتا ہے اور ہر جگہ موجود ہو سکتا ہے؟!

آخر میں یہ بات جیسے میں نے عرض کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یا اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی نہیں ہے یہ قرآن مجید کے مخالف ہے ثبوت مل چکا ہے، حدیث کے مخالف ہے، اجماع کے مخالف ہے اجماع کو دیکھتے ہیں ذرا، یہ تقریباً گیارہ اجماع ہیں ایک نہیں ہے، سبحان اللہ گیارہ اجماع ہیں:

1- جنہوں نے اجماع نقل کیا ہے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی وفات سن 157 ہجری میں ہوئی فرماتے ہیں: "كنّا والتّابعون متوافِرونَ نقول: إنَّ اللهَ تعالىٰ ذِكْرُه فوقَ عَرْشِه، ونؤمِنُ بما وردت السُّنَّةُ به من صفاتِه جلَّ وعلا" (ہم اور تابعین سارے موجود تھے متوافر تعداد میں موجود تھے ہم سب یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل عرش پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات سنت میں ثابت ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے)۔ اور فتح الباری میں یہ روایت موجود ہے، اسماء وصفات بیہقی میں یہ روایت موجود ہے، اور مختصر العلو ذہبی کی یہ جو تصنیف ہے اس میں بھی موجود ہے۔

2- دوسرے نمبر پر یہ اجماع ہے۔ امام قتیبہ نے اجماع نقل کیا ہے، امام قتیبہ بن سعید اِن کی وفات سن 240 ہجری میں ہوئی بہترین زمانے کے عالم ہیں کہتے ہیں: "هذا قول الأئمة في الإسلام والسنة والجماعة" (یہ قول ہے سب کا آئمہ اسلام اہل سنت والجماعت کا) "نعرف ربَّنا في السماء السابعة على عرشه" (اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان میں عرش سے اوپر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾)۔

اور یہ بھی مختصر العلو میں ذہبی کی درء تعارض العقل والنقل ابن تیمیۃ کی تلبیس الجهمية میں بھی موجود ہے۔

3- تیسرے نمبر پر امام ابو ذرعۃ اور امام ابو حاتم الرازی رحمہم اللہ بھی اجماع نقل کرتے ہیں (اب میں پڑھوں گا نہیں لیکن میں ریفرینس دوں گا وقت نہیں ہے ابھی، تیسرا اجماع نقل کیا ہے امام ابو ذرعة الرازی امام ابو حاتم الرازی نے)۔

4- چوتھا اجماع امام ابن خزیمۃ رحمۃ اللہ علیہ نے۔

5- پانچواں اجماع امام زکریا الساجی نے، اور ان کی وفات سن 307 ہجری میں ہوئی۔

6- چھٹا اجماع امام ابن خزیمۃ رحمۃ اللہ علیہ، ان کی وفات سن 311 ہجری میں ہوئی۔

7- ساتواں اجماع یعنی ساتویں مرتبہ اجماع نقل کیا ہے امام ابن بطۃ العکبری، وفات سن 387 ہجری میں۔

8- آٹھواں اجماع امام أبو عمر الطلمنکی الأندلسی، ان کی وفات سن 429 ہجری میں ہوئی۔

9- نواں اجماع الحافظ ابو نعیم صاحب الحلیۃ جو ہیں ان کی وفات سن 430 ہجری میں۔

10- دسواں اجماع امام ابو نصر السجزی، وفات سن 444 ہجری میں ہوئی۔

11- گیارہواں اجماع شیخ الاسلام أبو عثمان الصابونی رحمۃ اللہ علیہ، ان کی وفات سن 449 ہجری میں ہوئی۔

یہ مختلف گیارہ اجماع ہیں جو نقل کئے گیے ہیں، اہل سنت والجماعت کے علماء نے یہ اجماع نقل کیا ہے اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے، تو اس اجماع کی بھی نفی ہوئی ہے سلف کے اقوال کی۔

سلف کے کئی اقوال ہیں ان میں سے :

1- صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں سیدہ زینب ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں) اُمہات المؤمنین سے فخر کرتی تھیں کہ تم لوگوں کی شادی تمہارے گھر والوں نے کی میری شادی اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان کے اوپر سے کی: ''فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ'': سبحان اللہ۔

فوق کا لفظ ہے کہ نہیں؟ صحابیہ ہیں۔

2-اس میں صحابہ کرام کا بھی اجماع ہے (سبحان اللہ) اور کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں فوق کس طریقے سے ہے؟!

3-اور اسی طریقے سے ان علماء کا بھی میں نے ذکر کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہے عرش پر مستوی ہے۔

4-"فطرت سلیمہ": آپ اپنی فطرت سے دیکھ لیں جب دعا کرتے ہیں تو آپ کا دل کس طرف کھچا چلا جاتا ہے؟ جب دعا کرتے ہیں تو ہاتھ آسمان کی طرف کیوں کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے پھر کبھی نیچے بھی کر لیں کبھی دائیں کبھی بائیں بھی ہاتھ کر لیں اپنے!

5-اور پھر ہاتھ کو چھوڑیں آپ آپ کا دل کس طرف کھچا جاتا ہے جب آپ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے زمین کی طرف یا آسمان کی طرف؟ کیوں آسمان کی طرف جاتا ہے؟

6-"عقل سلیم": عقل کے بھی مخالف ہے عقل سلیم کے بھی مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ فرش پر بھی ہے! جہاں پر گندگی ہے بیت الخلاء میں کون مسلمان یہ تصور کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہے عقل سلیم مانتی ہے؟! ہاں بیمار عقل تو مانتی ہے لیکن عقل سلیم پاک عقل مان سکتی ہے کبھی؟!

7-عربی لغت کے مخالف ہے میں بیان کر چکا ہوں قرب کا معنی معیت کا معنی اور استواء کا معنی۔

8-انسان خود محسوس کیا کرتا ہے؟ اپنے دل سے آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ بشرطیکہ فطرت باقی ہو، فطرت سلیمہ جو ہے تو حس بھی اس کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہے عرش پر ہے ہر جگہ موجود نہیں ہے۔

یہ بات واقعی حقیقت ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟ جی ہاں! یہ حقیقت ہے۔

اپنی ذات کے اعتبار سے موجود ہے یہاں پر تو انہوں نے کچھ اشارے دیئے ہیں اس غلط فہمی کے جو میں نے جواب دیا ہے میں آپ کے سامنے یہ **دو قصے بیان کرتا ہوں فضائل اعمال میں سے۔**

ایک قصہ ہے فضائل اعمال فضائل ذکر میں قصہ سوم میں بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ عبد الرحیم کے خدام میں سے ایک خادم ایسا تھا جو کئی روز استنجے کے لیے نہیں جاتا تھا کیونکہ اسے ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔

کئی روز استنجے کے لیے نہیں جاتا تھا کیوں نہیں جاتا تھا بھئی استنجے کے لیے ؟! اسے ہر جگہ انوار نظر آتے ہیں کیا مطلب ہے اس کا ؟! یہ کون سے انوار ہیں جو اسے استنجاء کرنے سے منع کرتے ہیں ؟! وہ استنجاء کرنے یعنی قضائے حاجت کے لیے نہیں جا سکتا تھا ہر جگہ انوار نظر آتے تھے ؛یعنی اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے۔

کہتے ہیں : "کہ نہیں یہ آپ لوگ کہتے ہیں" :

اچھا آپ لوگ ذرا سمجھائیں کہ ہم لوگ غلط کہتے ہیں ؟ آپ وضاحت کیجیے کہ بھئی استنجاء کرنے کیوں نہیں جاتا تھا یہ جو اپنا مرید ہے یا تمہارا شیخ ہے کچھ بھی سمجھ لیں آپ ؟!

اگر انوار سے مراد جو ہے وہ یہ لائٹیں ہیں دنیا والی ہماری لائٹیں ہیں کیا یہ روکتی ہیں استنجاء کرنے سے ؟! چاند کی لائٹ جو ہے وہ روکتی ہے سورج کی روشنی روکتی ہے ؟! وہ کون سی روشنی ہے جو آپ کو روکتی ہے ؟! وہ کون سے انوار ہیں جو استنجاء کرنے سے روکتے ہیں ؟! کہتے ہیں "کہ ایسی بات نہیں ہے"۔

2- ٹھیک ہے یہ قصہ واضح نہیں ہے تو یہ قصہ دیکھ لیں آپ ؛

تذکرۃ الرشید جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 266 میں اور یہ قصہ ہے شیخ الطریقہ، سہر وردی طریقہ جو ہے (کہتے ہیں نا کہ ہم سہر وردی بھی ہیں) ؛ان کا شیخ کون ہے ؟ شہاب الدین سہر وردی۔

کہتے ہیں کہ ان کے جو پیر تھے جب اُن کی انہوں نے بیعت کی تو بہت قریب اپنے پیر کے ہوئے (اپنے پیر و مرشد کے بہت قریب ہوئے اپنے شیخ کے) یہاں تک کہ جن کو 15 یا 20 سال ہو گئے ہیں جو اُن سے پہلے تھے وہ حسد کرنے لگے کہ بھئی ہمارے شیخ ان کے کیوں اتنا زیادہ قریب ہیں ان سے اتنی محبت کرنے والے شفقت کرنے والے ہیں ؟ پہلے تو پیر صاحب مطلع ہوئے ان کے دلوں پر جو شاگرد تھے کہ وہ یہ سوچتے ہیں، شاگردوں نے زبان سے نہیں کہا دل میں صرف سوچا تھا تو پیر صاحب مطلع ہو گئے دل پر یہ جان لیا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے (اس کو چھوڑیں ہمارا موضوع نہیں ہے یہ) ایک ٹیسٹ لیا اپنے ان مریدوں سے اپنے ان تلامیذ سے شاگردوں سے اور ایک ایک مرغا دے دیا ان کو کہ یہ مرغا وہاں پر ذبح کرو جہاں پر کوئی بھی موجود نہ ہو (کہاں پر مرغا ذبح کرنا ہے ؟ جہاں پر کوئی بھی موجود نہ ہو)۔

تو شاگرد لے گئے مرغے اپنے ذبح کر کے آ گئے سوائے ایک کے "شیخ الطریقہ شہاب الدین سہروردی کے" تو ان کے جو سب ساتھی تھے ہنسنے لگے کہ بھئی ان کو جگہ نہیں ملی ذبح کرنے کی! یعنی ان کے نزدیک اس آزمائش میں ٹیسٹ میں فیل ہو گئے ہیں۔ پھر شیخ صاحب نے پوچھا آپ نے مرغا کیوں نہیں ذبح کیا؟ کہتے ہیں: "مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں پر اللہ تعالیٰ کی ذات موجود نہ ہو"۔ اس سے واضح کوئی دلیل چاہیے؟!

"تذکرۃ الرشید" رشید احمد گنگوہی کی سوانح بیان کی گئی ہیں اس کتاب میں، دو جلدوں میں کتاب موجود ہے یہ کتاب آج بھی بک رہی ہے جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 266 میں یہ قصہ پورا پڑھ لینا، کہتے ہیں "مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں حق تعالیٰ موجود نہ ہو" یہ اُن کی عبارت یہ لفظ ہے۔

وحدت الوجود میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے یہ عقیدہ ہے دنیا کے سارے صوفیوں کا اور اس عقیدے پر اجماع ہے صوفیوں کا جہاں پر بھی صوفی دنیا میں کسی کونے میں بھی ہیں تو ان کا یہ عقیدہ ہے اور یہ بدعقیدگی ہے۔

اور یہ بھی اجماع دیکھیں دوسرا کہ ابن عربی شیخ اکبر ہے ان کے نزدیک، جتنے بھی صوفی موجود ہیں صوفیوں کا اجماع ہے بریلوی ہو دیوبندی ہو یا جس بھی صوفی گروہ سے ان کا تعلق ہو وہ کہتے ہیں کہ ابن عربی شیخ اکبر ہے۔

اور ابن عربی نے تو انتہا کر دی صرف وحدت الوجود نہیں بلکہ حلول اور اتحاد تک بھی چلے گئے! یہاں تک ابن عربی نے کہا کہ کتا اور خنزیر بھی ہمارا معبود ہے اللہ تعالیٰ کیونکہ ہر چیز میں ہے! (نعوذ باللہ)

اتنا کافی ہے آج کے درس میں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس عقیدہ وحدت الوجود کا رد سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio